ایک دم سناٹا چھا گیا تھا۔ اتنی جلدی یہاں پولیس آ جانے کی صرف دو وجوہات ہو سکتی تھیں، یا تو پولیس ان کا پیچھا کرتی ہوئی یہاں تک آ گئی تھی یا پھر مہر سکندر اور پولیس کے درمیان پہلے ہی رابطہ تھا۔ جسپال نے مہر سکندر کے چہرے پر دیکھا، جہاں خباثت بڑھ گئی تھی۔ اس نے ان تینوں کی طرف دیکھا اور پرجوش لہجے میں بولا

''بدر۔! تو پھر کیا کہتے ہو؟''

''میں تو کہتا ہوں، ہمیں جانے دو۔'' بدر نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ اس پر مہر سکندر بولا

''پولیس آ گئی ہے، اس کے ساتھ جانا چاہو تو ابھی چلے جاؤ، اگر پولیس کے ساتھ نہیں جانا چاہتے تو پھر رُکنا پڑے گا، پولیس کے ساتھ نہیں جانا تو پھر میں تجھے تحفظ دوں گا اور یہ تحفظ میری شرائط پر ہوگا، بولو کیا کہتے ہو، جانا ہے یا رُکنا ہے؟''

ایک دم سے خاموشی چھا گئی، جسے لمحہ بھر بعد تانی نے اپنی کھنکتی ہوئی آواز میں توڑا

''یہ پاگل ہیں، انہیں کیا سمجھ مہر جی، آپ میرے ساتھ بات کریں۔''

مہر سکندر نے تانی کی طرف خوشگوار حیرت سے دیکھا، پھر ایک دم سے قہقہہ لگاتے ہوئے بولا

''کہا نا یہ لڑکی زیادہ سمجھ دار ہے۔ چل لڑکی تیرے صدقے انہیں معاف کرتا ہوں، انہیں لے جا اندر، اور سمجھا، میں پولیس والوں کو واپس بھیجتا ہوں۔''

''ٹھیک ہے مہر صاحب.....'' تانی نے کہا اور جسپال کا ہاتھ پکڑ کر اندر کی جانب چل دی۔ دوسرے ہاتھ سے اس نے بدر کو پکڑا اور چلتی چلی گئی۔ تبھی انہیں مہر سکندر کی آواز آئی، وہ اپنے اس ملازم کو کہہ رہا تھا

''انہیں کہو، واپس جائیں، جب میں انہیں بلاؤں، تبھی آئیں۔''

''جی سائیں۔''

وہ تینوں ڈیرے کی پچھلی طرف بنے لان میں چلے گئے تھے۔ انہوں نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ ان سے کافی دور سیکورٹی گارڈ کھڑے تھے۔ بظاہر وہاں سے فرار کو کوئی راستہ دکھائی نہیں دے رہا تھا، لیکن جسپال اور تانی یہاں سے نکل جانے کا راستہ سوچ چکے تھے۔ انہیں پورا یقین تھا کہ وہ وہاں سے نکل جائیں گے۔ بدر نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا

''تانی۔! کیا چل رہا ہے تمہارے دماغ میں۔''

''میں دشمن کو معاف کر دیتی ہوں، مگر منافق اور دھوکے باز کو میں برداشت نہیں کر سکتی۔ اس مہر سکندر نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے۔'' اس نے غصے میں کہا تو جسپال بولا

''ہمارے ساتھ نہیں، بدر کے ساتھ۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''لیکن اب تو ہمارے ساتھ ہو گیا نا۔'' تانی نے دبے دبے جوش سے کہا تو بدر سرد لہجے میں بولا

''میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ ایسا کرے گا۔''

''تو یہاں پر آیا ہی کیوں تھا، کوئی دوسری جگہ نہیں تھی کیا؟'' جسپال نے پوچھا

''میں نے کہا نا کچھ چوہے ہیں، جنہیں بلوں سے باہر لانا ہے۔ یہ مہرل شاہ کے لئے ہی مجھ سے رابطے میں تھا۔ بڑی آفر کی تھی اس نے، لیکن اب اس نے گیم بدل دی ہے، اس کا مطلب ہے میرا شک درست تھا۔'' بدر نے الجھتے ہوئے کہا

''شک مطلب، تو کہنا کیا چاہتا ہے؟'' جسپال نے تیزی سے پوچھا

''اب مجھے سمجھ آ رہی ہے۔ وہ اب مہرل شاہ کے سامنے اچھا بن جائے گا کہ اس نے مہرل شاہ کی جان بچائی۔ اس احسان کے عوض وہ بہت ساری مراعات لے گا۔ لیکن مجھے یہ نہیں لگتا..... ابھی اسے مزید سمجھنا ہوگا۔'' بدر غصے میں بولا

''تم جتنا مرضی سمجھ لو، وہ مہرل شاہ کے ساتھ جو بھی کرے.....'' تانی نے کہنا چاہا تو بدر اس کی بات کاٹتے ہوئے بولا

''ہاں وہ مہرل شاہ کے ساتھ جو کچھ بھی کرے، اسے مار دے یا اس پر احسان کر دے، لیکن مجھے یہ معلوم ہے کہ وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔ اس کے دماغ میں کیا ہے، میں یہ بھی نہیں جانتا، مگر اتنا معلوم ہے کہ ہمارے بارے میں وہ اچھا قطعاً نہیں سوچ رہا ہے۔'' جسپال نے کہا

''وہ جو سوچتا ہے، اسے سوچنے دو، ہم نے جو کرنا ہے، وہ ہم کریں گے، یہ اب مجھ پر چھوڑ دو۔'' تانی نے کہا تو جسپال مسکراتے بولا

''وہ تو ٹھیک ہے، لیکن بدر، تم اسے پہچان ہی نہ سکے کہ یہ کیسا بندہ ہے؟''

''یہ اب تک میرے ساتھ ٹھیک چل رہا تھا اور پھر یار وہ منافقت ہی کیا جس کا پتہ چل جائے۔ خیر دیکھتے ہیں وہ کیا کرتا ہے۔'' وہ سوچتے ہوئے بولا

''وہ بلوچ، وہ کدھر ہے، اس کا کچھ پتہ ہے کہ نہیں؟'' جسپال نے کہا

''اگر ابھی تک ہم ہیں تو وہ بھی ہوگا۔'' بدر نے غصے بھری بے بسی سے کہا تو چند لمحوں کے لئے ان کے درمیان خاموشی چھا گئی۔

وہ یہ باتیں کر رہے تھے کہ اندر سے ایک ملازم آیا اور انہیں لے کر پھر سے اندر چلا گیا۔ مہر سکندر صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ان تینوں کو بیٹھنے کے لئے نہیں کہا بلکہ انہیں چند لمحوں تک دیکھتا رہا پھر بولا

''میں جانتا ہوں کہ تم لوگوں کو یہاں پابند نہیں کیا جا سکتا۔ تم یا تو مر جاؤ گے، یا پھر میرے بندوں کا خون خرابہ کر کے نکلنے کی کوشش کرو گے۔ مگر میں کہتا ہوں تم معزز مہمانوں کی طرح یہاں رہو، مجھے وزارت ملنے تک انتظار کرو، مہرل شاہ کو مارنے کی ضد نہ کرو۔ یا پھر اسے چھوڑ کر یہاں سے چلے جاؤ۔''

''جیسے آپ کہیں گے، ویسا ہی ہوگا۔'' تانی نے کہا اور گہری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا تو وہ بولا

''ٹھیک ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یہ کہہ کر اس نے اپنے ملازم کی طرف دیکھا۔ وہ ان دونوں کی جانب بڑھتے ہوئے انہیں باہر جانے کا اشارہ کیا۔ بدر اور جسپال دونوں اس کے ساتھ چل دیئے۔ جبکہ تانی خود جا کر اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی۔ مہر سکندر ایک دم سے خوش ہو گیا۔ اس نے بڑے پیار سے تانی کے دائیں گال پر ہاتھ پھیرا اور پھر پیار بھرے لہجے میں بولا

''تم بہت سمجھ دار ہو، جب تک ادھر رہو، ہمارے ساتھ عیش کرو اور جب جانا چاہو تو.....''

اس پر تانی نے تڑپ کر کہا

''نہیں، میں کہیں نہیں جانا چاہتی۔ میں آپ کے پاس رہنا چاہتی ہوں، اور اگر آپ نہ بھی رکھیں تو کم از کم ان دونوں سے میری جان چھڑوا دیں، میں ان کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی، میں ان سے بہت دور چلے جانا چاہتی ہوں۔''

''کیا مطلب.....؟'' مہر سکندر نے چونکتے ہوئے پوچھا تو وہ رو دینے والے انداز میں بولی

''میں ان سے بہت دور چلے جانا چاہتی ہوں، ایسی جگہ جہاں ان کا سایہ بھی نہ پڑے۔ بس آپ میری اتنی مدد کر دیں، میری ان سے جان چھڑوا دیں، تاکہ میں ان سے آزاد ہو جاؤں۔''

''جیسا تم چاہو، ویسا تو میں کروں گا ہی، لیکن ایسا کیوں، کیسے تم ان کے ہتھے چڑھ گئی؟'' مہر سکندر نے تیزی سے پوچھا تو وہ اپنے آنسو پونچھتے ہوئے بولی

''یہ ایک لمبی کہانی ہے، میں آپ کو پھر بعد میں بتاؤں گی۔'' تانی نے روہانسہ ہوتے ہوئے کہا تو وہ پیار سے بولا

''ٹھیک ہے، ٹھیک ہے۔ ہم بعد میں بات کریں گے، ابھی تم فریش ہو جاؤ۔ آرام کرو میرے بیڈ روم میں، پھر بات کرتے ہیں۔''

''ٹھیک ہے۔'' وہ ایک دم سے تیار ہو گئی۔ تبھی اس نے دور کھڑے اپنے ایک ملازم کو اشارے سے بلایا اور تانی کو اپنے بیڈ روم میں لے جانے کو کہا۔ تانی مسکراتی ہوئی اس کے ساتھ چل دی۔ مہر سکندر اس کی طرف للچائی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

دوپہر ڈھل چکی تھی۔ مہر سکندر کے ڈیرے پر سکوت طاری تھا۔ جسپال اور بدر نجانے کہاں تھے۔ بلوچ کا بھی کوئی پتہ نہیں تھا۔ سیکورٹی گارڈز کے سوا کوئی دوسرا دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ مہرل شاہ کا بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ ابھی تک ڈیرے پر ہی ہے یا اسے وہاں سے کہیں پہنچا دیا گیا ہے۔ وہاں پر ایسا سکوت طاری تھا، جیسے یہاں کبھی کوئی ہنگامہ ہوا نہیں تھا۔ ایسے وقت میں تانی، مہر سکندر کے بیڈ روم میں تھی۔ وہ خوب سوئی تھی۔ اسے کچھ دیر پہلے جگا کر بتا دیا گیا تھا کہ مہر صاحب آنے والے ہیں۔ وہ تیار ہو جائے۔ یہ پیغام دینے والا اس کے لئے کپڑے اور کافی کا سمیٹکس بھی رکھ گیا تھا۔ تانی انہیں چند لمحے دیکھتی رہی اور نیند کا خمار اتارتی رہی، پھر کپڑے اُٹھا کر ملحقہ باتھ روم میں چلی گئی۔

کافی وقت گذار کر جب وہ بیڈ روم میں آئی تو وہی سناٹا تھا۔ وہ آئینے کے سامنے بیٹھ کر خود کو سنوارتی رہی۔ جب تیار ہو چکی تو اس کے لبوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ رینگ گئی۔ انہی لمحات میں دروازے پر دستک ہوئی اور وہی ملازم اندر آ گیا

''مہر سائیں آپ کو باہر یاد کر رہے ہیں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اچھا میں آتی ہوں۔''

''آپ کو کیا پتہ کہ کدھر جانا ہے، میں لے چلتا ہوں نا آپ کو۔'' اس نے مودب سے لہجے میں کہا تو وہ اٹھ کر اس کے ساتھ چل دی۔ وہ اسے باہر لان میں لے گیا، جہاں دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ مہر سکندر بید کی کرسی پر پھیل کر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ارد گرد بھی ایسی ہی کرسیاں پڑی تھیں۔

''آؤ، آؤ سوھنا، آؤ، بیٹھو۔'' اس نے اپنے ساتھ والی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ اس کے ساتھ ہو کے بیٹھ گئی اور بڑی ادا سے بولی

''میں نے سوچا تھا کہ آپ اُدھر بیڈ روم میں ہی آؤ گے۔''

''جلدی کا ہے کی ہے، ابھی بیٹھتے ہیں، باتیں کرتے ہیں، کوئی تعارف کرتے ہیں، اب دیکھو نا سوھنا، مجھے تمہارے نام ہی کا پتہ نہیں ہے۔'' اس نے سوقیانہ انداز میں کہا۔ تانی نے ایک ادا سے اس کی طرف دیکھا اور بولی

''تانی نام ہے میرا اور میں بھارت کے شہر ممبئی سے تعلق رکھتی ہوں۔''

اس کے یوں کہنے پر مہر سکندر ایک دم سے چونک گیا اور سیدھے ہوتے ہوئے بولا

''تم انڈیا کی ہو، ممبئی سے، میرا مطلب ہے، وہاں سے کہاں؟''

''ہم وہاں جوہو کے علاقے میں رہتے تھے۔ میری قسمت خراب کہ میں کمانے کی غرض سے دوبئی چلی گئی۔ میں بہت اچھی کمپیوٹر گرافکس ہوں۔ بس وہیں ان کے ہتھے چڑھ گئی، یہ مجھے یہاں لے آئے۔'' تانی نے دکھ بھرے لہجے میں کہا

''غیر قانونی طور پر لائے ہوں گے نا۔'' اس نے تصدیق چاہی

''بالکل، یہ جسپال ہے نا اس سے میری دوستی ہو گئی تھی۔ ہم کافی ملتے تھے کبھی کسی پارک میں، کبھی کسی ہوٹل میں خوب موج کرتے تھے، ایک رات اس نے مجھے ایک فیری میں لے جانے کی آفر کی کہ وہاں ہلا گلا کریں گے، کھائیں پئیں گے، موج کریں گے۔ میں اس کے ساتھ فیری میں چلی گئی۔ وہ رات تو موج میں گذری، لیکن صبح ہوتے ہی ماحول بدل گیا تھا۔ میں کراچی میں تھی اور تب سے ان کے چنگل میں پھنسی ہوئی ہوں۔ آپ مجھے ان سے کسی طرح.....'' اس نے کہنا چاہا تو مہر سکندر اس کی بات کاٹ کر بولا

''اب تم میری پناہ میں آ گئی ہو، اب یہ کچھ نہیں کر سکتے ہیں۔ تم یہ بتاؤ، تمہارے کاغذات، مطلب پاسپورٹ وغیرہ کدھر ہیں؟''

''وہیں دوبئی میں ہیں۔'' تانی نے تیزی سے کہا

''مطلب اب اگر تم دوبئی جانا بھی چاہو تو غیر قانونی طور پر جانا ہوگا۔'' مہر سکندر نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا

''ظاہر ہے، مجھے وہیں جانا ہے۔ لیکن میں بہت جلد وہاں سے بھارت چلی جاؤں گی۔'' تانی نے تیزی سے کہا تو وہ بولا

''یار تم تو بڑے کام کی چیز ہو۔ اگر ہم تمہیں بھارت ہی پہنچا دیں تو.....؟''

''اس کا کیا فائدہ ہوگا، میرے سارے کاغذات تو.....؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اوئے چھوڑ دان کو، یہ سب بن جاتے ہیں۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا

''یہ کیسے ممکن ہے؟'' تانی نے پوچھا

''ابھی ممکن کر دیتے ہیں،'' یہ کہہ کر اس نے اپنی جیب سے سیل فون نکالا اور چہرے پر خبیثانہ مسکراہٹ لا کر پوچھا'' دوبئی کا کوئی فون ہے تو بتاؤ، وہاں سے سارے کاغذات منگوا لیتے ہیں۔ کوئی دوست، سہیلی، کوئی کمپنی کا دوست.....؟''

بلاشبہ وہ اس کے بیان کی تصدیق چاہ رہا تھا۔ تانی نے ایک لمحہ کو اپنے ماتھے پر انگلیاں پھیریں اور یاد کرتے ہوئے ایک نمبر بتایا۔ مہر سکندر نے وہ نمبر ڈائل کیا اور پیش کر دیا۔ دوسری طرف کال جانے لگی۔ رابطہ ہوتے ہی اس نے اسپیکر آن کیا اور اور فون اسے تھما دیا۔ دوسری طرف سے کوئی مرد ہیلو ہیلو کہہ رہا تھا

''میں تانی بات کر رہی ہوں، تم احسان الحق بات کر رہے ہو نا۔''

''ہاں ہاں، میں احسان الحق ہی بات کر رہا ہوں۔ مگر تم بتاؤ تم کہاں ہو، کدھر غائب ہو، یہ نمبر تو پاکستان کا ہے۔ کیا تم بھارت چلی گئی تھی، یہ کیا چکر ہے؟''

''میں بہت بری طرح پھنس چکی ہوں۔ وہ ہسپال بھی نا، میں کیا بتاؤں، قید میں ہوں۔ ایک دردمند بندے سے میری ملاقات ہوئی ہے۔ اسی کے فون سے بات کر رہی ہوں۔ تم ایک کام کر دو پلیز۔'' تانی نے گلوگیر لہجے میں کہا تو اس نے پوچھا

''بولو، بتاؤ۔''

''کسی طرح میرے فلیٹ چلے جاؤ اور مالنی سے میرے کاغذات لے کر مجھے پوسٹ کر دو۔ مجھے یہاں سے نکلنا ہے۔ میں پھنسی ہوئی ہوں۔'' تانی نے بتایا تو دوسری طرف سے پوچھا گیا

''اچھا، میں کوشش کرتا ہوں۔ اپنا ایڈریس بتاؤ۔'' دوسری طرف سے پوچھا گیا تو تانی نے مہر سکندر کو اشارے سے پوچھا کہ کیا بتاؤں۔ اس نے بات کو گول کر جانے کا اشارہ کیا تو وہ بولی

'' میں فی الحال کچھ نہیں بتا سکتی، جب تم کاغذات لے لو تو اسی نمبر پر رابطہ کرنا۔'' تانی نے کہا

''او کے۔ میں آج تو نہیں کل جا سکوں گا۔'' اس نے کہا تو تانی بولی

''جیسے بھی ہو پلیز میرا یہ کام کر دینا۔'' یہ کہہ کر اس نے الوداعی کلمات کہے اور فون بند ہو گیا۔

مہر سکندر کے چہرے پر اطمینان پھیل گیا تھا۔ اسے یقین آ گیا تھا کہ تانی نے جو بھی کہا ہے وہ سچ کہا ہے۔ اس لئے وہ بڑے اطمینان سے بولا

''خیر تم ادھر رہو میرے پاس، کر لیں گے سب کچھ، ابھی ان سب سے جان چھڑاتے ہیں تو پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' مہر سکندر نے برا سا منہ بنا کر کہا

''کن سے جان چھڑانی ہے مہر صاحب؟'' تانی نے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''او یہی جسپال اور بدر، میرا پلان یہ ہے کہ انہیں ختم کریں تو ان کی سردردی ختم، وہ ڈرائیور بے چارہ بھی ان کے ساتھ مارا جائے گا۔ رہا مہرل شاہ، تو دیکھتے ہیں اس کے ساتھ کیا سودے بازی ہوتی ہے یا اسے بھی مارنا ہوگا۔''

''انہیں مار کر مہرل شاہ کو کیوں مارتے ہیں۔ پہلے مہرل شاہ سے سودے بازی.....''

''نہیں، اس سے سودے بازی میں وقت لگے گا، انہیں پہلے ہی ختم کرنا ہوگا۔'' اس نے حقارت سے کہا تو تانی پرجوش لہجے میں بولی

''بس پھر تو میں آزاد ہوں گی۔ سکون سے ادھر رہوں گی۔ ویسے اب تک آپ نے ان کو ختم کیوں نہیں کیا؟'' تانی نے پوچھا

''اس لئے کہ میں دیکھوں، ان کا پیچھا کرنے والا کوئی ہے کہ نہیں؟'' مہر سکندر نے سکون سے کہا

''تو کوئی.....؟'' تانی نے تشویش سے پوچھا

''نہیں، کہیں بھی ہلچل نہیں ہے۔ اگر کوئی اس کا ساتھی تھا بھی تو وہ زیر زمین چلا گیا ہے۔ مہرل شاہ کی تلاش بڑے پیمانے پر ہو رہی ہے، وہ لوگ اور پولیس والے ہر جگہ تلاش کر رہے ہیں انہیں۔ ان میں سے کوئی چوہا بھی باہر نہیں نکلے گا۔ اور آج رات.....'' یہ کہتے ہوئے اس نے ان کے ختم ہو جانے کا اشارہ کیا۔ تانی کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

'وہ اور مہرل شاہ ایک ہی جگہ قید ہیں؟ میرا مطلب ہے۔ اگر مہرل شاہ نے ان سے سودے بازی کر لی تو.....؟'' تانی نے کہا تو وہ طنزیہ انداز میں بولا

''مہرل شاہ میرا مہمان ہے، وہ اوپر والے کمرے میں سکون سے سو رہا ہے۔ اسے یہی معلوم ہے کہ میں نے اسے جسپال اور بدر سے چھینا ہے اور اب تک یہاں چھپا کر رکھا ہے۔ اور وہ نیچے تہ خانے میں پڑے ہیں۔ خیر یہ تمہارے سوچنے کی باتیں نہیں ہیں، دیکھو، سورج ڈھل رہا ہے، تم آؤ، آج کی شام رنگین کریں۔'' اس نے اٹھتے ہوئے کہا تو تانی نے ایک ادا سے کہا

''مہر صاحب، میری شام تو اس وقت رنگین ہوگی جب میں جسپال کے خون سے اپنے ہاتھ رنگوں گی۔ بڑی رات پڑی ہے، آپ مجھے خوش کریں، میں آپ کو نہال کر دوں گی۔'' تانی نے یہ لفظ اس طرح خمار بھرے انداز کہے کہ مہر سکندر بن پیئے ہی نشے میں آ گیا۔ اس نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تو تانی نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ وہ دونوں چلے تو مہر سکندر نے تانی کی کمر میں ہاتھ ڈال دیا۔

وہ دونوں ہی ڈرائینگ روم میں آ گئے۔ وہاں ایک ہی صوفے پر جڑ کے بیٹھ گئے تو مہر سکندر نے اپنے ملازم سے کہا

''جاؤ، ان دونوں کو لے آؤ، ان کا کام ختم کریں لیکن لانا ذرا دھیان سے۔''

''جی۔'' یہ کہہ کر وہ تیزی سے پلٹ گیا۔ وہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔ تانی نے خمار آلود آواز میں کہا

''آئیں بیڈ روم میں چلیں۔''

''ابھی چلتے ہیں، وہاں کچھ پینے کا تو بندوبست کر لیں۔'' یہ کہہ کر اس نے ایک دوسرے ملازم سے کو سمجھاتے ہوئے کہا، ''ہمارا پینے کا شربت ادھر بیڈ روم میں رکھو، کچھ کھانے کا سامان بھی ادھر لاؤ۔'' وہ یہ کہہ کر باہر کی جانب متوجہ ہو گیا۔ جبکہ تانی کے اندر سنسنی پھیلنے لگی تھی۔ وہ اس کے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ساتھ لگ کر بیٹھی ہوئی تھی۔ ذرا سا وقت گذرا ہوگا کہ اندر ہی کے راستے سے جسپال اور بدر کو لایا گیا۔ ان کے ساتھ چند لوگ اس طرح تھے جیسے وہ کوئی بہت خطرناک لوگ ہوں۔ ذرا سی کوتاہی سے وہ انہیں ختم کر سکتے ہیں۔ تانی یوں مہر سکندر کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گئی، جیسے وہ خوف زدہ ہوگئی ہو۔ جسپال اور بدر اسے یوں گھور کر دیکھ رہے تھے جیسے وہ بہت زیادہ غضب ناک ہوں۔

''تم لوگوں نے جانا ہے تا یہاں سے، تو جاؤ'' مہر سکندر نے ہتک آمیز انداز میں کہا تو جسپال بولا

''ٹھیک ہے، آؤ تانی چلیں۔''

''میں تمہارے ساتھ نہیں جانے والی، یہ تمہاری فیری نہیں کہ تم مجھے اغوا کر کے کہیں بھی لے جاؤ، اب تو میں مہر سکندر کے ساتھ رہوں گی۔ یہ مجھے بھارت بھجوا دیں گے۔'' تانی نے مہر سکندر کے ساتھ لگ کر کہا تو بدر نے غضب ناک ہوتے ہوئے کہا

''چلتی ہے یا.....''

''نہیں نہیں بدر، لڑکیوں کے ساتھ ایسے بات نہیں کرتے۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنا پسٹل نکالا اور اسے تھماتے ہوئے بولا ''تانی، تم جس طرح چاہو، انہیں ختم کر سکتی ہو۔ انہیں ختم کرو اور چلیں بیڈ روم میں.....'' یہ کہہ کر اس نے قہقہہ لگایا۔ یہ قہقہہ اس کے حلق ہی میں رہ گیا، تانی نے پسٹل بائیں ہاتھ سے پکڑا اور دائیں ہاتھ سے مہر سکندر کی گردن کے قریب رگ پکڑ کر مسل دی۔ وہ وہیں سُن ہو کر بیٹھ گیا۔ تبھی تانی نے وہاں لوگوں کی طرف دیکھ کر پسٹل مہر سکندر کی کنپٹی پر رکھ کر غراتے ہوئے کہا

''کوئی اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا، ہلا تو میں اسے مار دوں گی۔ فوراً مہرل شاہ کو ادھر لاؤ بدر، وہ اوپر ہے۔''

یہ سنتے ہی بدر نے ایک بندے کی گن پر ہاتھ ڈال دیا اور اس سے چھین لی۔ ان سب کو باہر لے جانے کا اشارہ کیا۔ بدر تیزی سے اوپر کی طرف چلا گیا۔ تانی نے پسٹل جسپال کی جانب اچھال دیا۔ اس نے وہاں موجود چار بندوں کو گنیں رکھ دینے کا اشارہ کیا۔ سامنے والے بندوں نے گنیں رکھ دیں اور سب پیچھے ہٹ گئے۔ جسپال نے مہر سکندر کو سنبھالا تو تانی بھی بدر کے پیچھے لپکی۔

وہ دونوں تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے جا رہے تھے۔ بدر جیسے ہی سیڑھیاں چڑھ کر گیلری میں گیا، اچانک سامنے ہی سے دو آدمی گنیں سنبھالتے ہوئے آئے۔ انہوں نے بدر کو گن پوائنٹ پر لے لیا۔ شاید انہیں یہ احساس نہیں تھا کہ بدر کے پیچھے تانی ہوگی۔ تانی نے یکے بعد دیگرے فائر کر دیئے۔ بدر جھک گیا، سامنے سے گولیاں اوپر سے نکل گئیں۔ وہ دونوں رُک گئے۔ کوئی بھی ان کے سامنے نہیں آیا تو وہ اکڑوں حالت میں آگے بڑھے۔ سامنے دو ہی کمرے تھے۔ کھڑکی میں سے جھانکتے ہوئے مہرل شاہ کو انہوں نے دیکھ لیا تھا۔ وہ سیدھے ادھر گئے۔ دروازہ اندر سے لگ چکا تھا۔ لیکن یہ وقت ایسا نہیں تھا کہ اسے باہر آنے کو کہا جائے۔ انہوں نے دروازے کو چھید کر رکھ دیا۔ اگلے ہی لمحے مہرل شاہ ان کے سامنے تھا۔ اس کے چہرے پر خوف پھیلا ہوا تھا۔ بدر نے اسے اشارے سے نیچے چلنے کو کہا۔ وہ سر جھکائے ان کے آگے لگ گیا۔ وہ اسے لے کر نیچے آئے تو مہر سکندر ویسے ہی اکڑا ہوا پڑا تھا۔ وہ ان سب کو لے کر باہر آ گئے۔ پورچ سے بھی آگے نکل کر جسپال نے سیکورٹی والوں سے کہا

''ہماری تم لوگوں سے کوئی دشمنی نہیں ہے، تم لوگوں نے ہتھیار پھینک دیئے ہیں اچھا کیا، اب بلوچ کو لاؤ، ورنہ اس کو مار دیں گے۔'' بدر

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے مہر سکندر کو ٹھڈا مارتے ہوئے کہا تو اس کی آہ نکل گئی۔

مہرل شاہ خاموشی سے زمین پر پڑا تھا۔ کچھ دیر ہی میں انہیں بلوچ دکھائی دیا۔ وہ ان کے قریب آیا تو جسپال نے اسے سامنے کھڑی فوروہیل لانے کو کہا جو مہر سکندر کی تھی۔ بلوچ نے اس کی جیب سے چابی نکالی اور ذرا سی دیر میں فوروہیل گاڑی ان کے پاس لے آیا، انہوں نے مہر سکندر اور مہرل شاہ کو جیسے ہی گاڑی میں ڈالا، وہاں موجود سیکورٹی والوں میں ہلچل مچ گئی۔ نزدیک والے تو کچھ نہیں کر سکتے تھے، ان کے پاس ہتھیار ہی نہیں تھے، مگر دور والوں نے ایک دم سے فائرنگ شروع کر دی۔ بلوچ پہلے ہی ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔ اس کے ساتھ تانی بیٹھ گئی۔ جسپال اور بدر نے بھی فائرنگ شروع کر دی۔ چند لمحے کے لئے سامنے سے مزاحمت کم ہوئی تو وہ دونوں گاڑی میں آ بیٹھے، گاڑی چل دی۔ مہر سکندر اور مہرل شاہ ان کے پاؤں میں تھے اور وہ کھڑکیوں سے گنیں نکالیں فائرنگ کرتے چلے جا رہے تھے۔ کچھ ہی دیر بعد وہ گیٹ پر تھے۔ وہ تیز رفتاری سے سڑک پر چڑھے تو ان کے پیچھے گاڑیاں چڑھ دوڑیں۔

سپر ہائی وے تک وہ بیس منٹ کے قریب پہنچ گئے۔ جہاں ان کے انتظار میں ایک فوروہیل جیپ کھڑی تھی۔ ان چاروں نے وہ گاڑی چھوڑی اور نیچے اتر آئے۔ انہوں نے مہرل شاہ کو باہر نکالا اور سڑک پر پھینک دیا۔ بدر نے گن سیدھی کی اور اس پر گولیاں برسانا شروع کر دیں۔ وہ زیادہ وقت نہیں تڑپا، جلد ہی ساکت ہو گیا۔ مہر سکندر یہ سب دیکھ رہا تھا لیکن کوئی بھی ردعمل ظاہر کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا۔ اس کے چہرے پر خوف پھیلا ہوا تھا۔ تانی نے اُسے کھینچ کر نیچے پھینکا اور اس پر فائرنگ کرنے لگی۔ ان دونوں کے مرتے ہی وہ چاروں فوروہیل میں بیٹھے تو اگلے لمحے وہ وہاں سے چل دیئے۔

آدھی رات سے قبل ہی وہ اس ٹھکانے پر پہنچ گئے، جہاں شاہد، سارہ اور معین الدین اور بیٹے مراد کو چھپایا ہوا تھا۔ وہ پہنچے ہی تھے کہ سارہ ان کے پاس آ گئی۔

''میرا تو دل دہل گیا تھا۔ ایک دم ہی غائب ہو گئے، کہاں تھے آپ لوگ؟'' سارہ نے پوچھا

''اس وقت مجھے بہت کام ہیں، میں نے جانا ہے۔ ساری تفصیلات ان سے پوچھ لیں۔'' بدر نے اٹھتے ہوئے کہا تو جسپال بولا

''کہاں جا رہے ہو، میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ تم اکیلے نہیں جا سکتے ہو۔''

''نہیں جسپال، یہ کام میرا ہے، مجھے ہی کرنا ہوگا۔'' اس نے سکون سے کہا

''ادھر بیٹھو، اور بتاؤ کیا کرنا ہے؟'' تانی نے پوچھا

''مہرل شاہ مر گیا ہے، یہی وقت ہے اس کے یہاں تسلط کو ختم کرنے کا ہے اور پھر میں نے سوچ لیا ہے، جس جگہ بھی ان کا تسلط ہے وہ اب میرا ہوگا۔''

''تم کر لو گے؟'' جسپال نے کہا

''ہاں اب کر لوں گا۔ مہر سکندر کو میں نے سامنے لانا تھا، اس میں اتنا حوصلہ نہیں تھا کہ وہ سامنے آ جائے، وہ اور مہرل شاہ دونوں مل کر اپنا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نیٹ ورک چلا رہے تھے۔ وہ وزارت وغیرہ تو ساری کہانی تھی، جھوٹ تھا سب۔ میں جانتا ہوں کہ مہر سکندر نے خود مہر شاہ کو وزارت دلوائی۔ وہ اگر کوئی اور بات کرتا تو شاید میں اس کے جھانسے میں آ جاتا۔''

''کیا وہ اتنا ہی بے وقوف تھا؟'' سارہ نے پوچھا

''نہیں وہ بے وقوف نہیں تھا، بس تانی کے حسن کے سامنے ہار گیا، عورت کا رسیا، عورت ہی کے ہاتھوں مرتا ہے۔'' بدر نے کہا

''کیا وہ.....؟' سارہ نے خوشگوار حیرت سے پوچھا ۔اس پر تانی ہنستے ہوئے بولی

''سارہ تم جانتی ہو کہ خدا نے عورت کو ایسی صلاحیت سے نوازا ہوا ہے کہ وہ مرد کی آنکھ میں اس کی نیت پڑھ لیتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اس کا اظہار کرے یا نہ کرے۔ میں نے اس بے غیرت کی آنکھ میں جیسے ہی یہ پڑھا تو وہ مجھے بہت آسان شکار لگا۔ میں نے اسے مارنے کا اسی وقت فیصلہ کر لیا تھا۔ میرے اس فیصلے کو جسپال سمجھ گیا تھا۔''

''کیا کیا تو نے؟'' سارہ نے پوچھا

''اسے بے وقوف بنایا، اسے یقین دلایا کہ میں ان دونوں کے چنگل میں پھنس گئی ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے ساری تفصیل بتا دی۔

''دوبئی میں فون، یہ سمجھ میں نہیں آیا؟'' سارہ نے الجھتے ہوئے پوچھا

''یار، پوری دنیا میں نیٹ ورک ہے روہی کا۔ بدر جانتا ہے۔ یہ کوڈ ہیں ہمارے۔ جیسے ہی میں نے احسان الحق کہا تو سمجھ گیا کہ اسے کیا کرنا ہے۔ وہ جو سپر ہائی وے پر فورویل ملی، یہ ہمارے نیٹ ورک ہی کا کمال ہے نا۔'' تانی نے مسکراتے ہوئے کہا

''اُسے کیسے معلوم کہ تم لوگ کہاں ہو، ہم تو کل سے تلاش کر رہے ہیں۔ ہمیں تو.....'' سارہ نے کہنا چاہا مگر تانی نے بات کاٹتے ہوئے کہا

''یہ ہمیں نہیں معلوم کہ وہ ہمیں کیسے تلاش کر لیتے ہیں۔ لیکن روہی والوں کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم کہاں ہیں۔ یہی تو ہمیں اعتماد ہے۔''

''عجیب بات ہے؟'' وہ پھر الجھتے ہوئے بولی تو بدر نے اُٹھ کر تیزی سے کہا

''سارہ، تم تیار رہنا، اور شاہد کو بتا دینا کہ وہ بھی تیار رہے ممکن ہے تم لوگوں کو یہاں سے فوراً نکلنا پڑے۔ شاید وقت نہ ہو۔''

''یہ کیا کہہ رہے ہو۔'' سارہ نے پوچھا

''سارہ میرے پاس تفصیلات کا وقت نہیں ہے۔ میں جا رہا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ تیزی سے نکل گیا۔ جسپال نے ایک طویل سانس لی اور کرسی پر پھیل گیا۔ تانی اٹھی اور سارہ کو لے کر اندر چلی گئی۔

☆.....☆.....☆

میری آنکھ کھلی تو صبح کی نیلگوں روشنی کھڑکی میں سے جھانک رہی تھی۔ مجھ سے بستر پر نہیں رہا گیا۔ میں اٹھا اور کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ میں کاریڈور سے نکل کر باہر برآمدے میں آ گیا۔ میرے باہر آتے ہی وہ دونوں کتے بھاگتے ہوئے آئے اور میرے قدموں میں لوٹ پوٹ ہونے لگے۔ میں نے انہیں کچھ دور بیٹھ جانے کا اشارہ کیا تو وہ بیٹھ گئے۔ میں بھی وہیں بنی چند سیڑھیوں پر بیٹھ گیا۔ گاؤں سے لے کر یہاں تک کا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سارا منظر میری آنکھوں میں پھر گیا۔ کرنل سرفراز کی شخصیت اور اس کی باتیں میرے ذہن میں گونجنے لگیں۔ ان کی یہ بات میرے دماغ میں بیٹھ گئی تھی کہ انسان اپنی راہ میں خود ہی رکاوٹ ہے۔ یہ کیسے ہے؟ اسی سوال کا جواب میں چاہتا تھا۔ اور اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ میرے اس سوال کا جواب دے گا۔ میں اپنے طور پر بہت سوچتا رہا۔ میرے ذہن میں تو یہی آیا تھا کہ انسان اپنی راہ میں کیسے رکاوٹ بن سکتا ہے۔ وہ تو وہی کرتا ہے جو وہ اپنے لئے بہتر سمجھتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ترقی کرے، وہ تو اپنی راہ کی رکاوٹیں دور کرتا ہے۔

میں یہی سوچ رہا تھا کہ مجھے اپنے پیچھے آہٹ محسوس ہوئی۔ میں نے گھوم کر دیکھا۔ کرنل سرفراز کے ساتھ اس کا ملازم تھا۔ ملازم نے دو ٹرے اٹھائے ہوئے تھے۔ کرنل میرے ساتھ آ کر بیٹھ گیا تو اس کے ملازم نے ایک ٹرے ہمارے درمیان رکھی۔ ٹرے میں دو گلاس فریش جوس تھے۔ دوسری ٹرے میں کتوں کے لئے روٹیاں اور گوشت کے پارچے تھے۔ اس نے ٹرے میں گوشت اور روٹیاں کتوں کے آگے پھینکیں اور واپس پلٹ گیا۔ تبھی چند لمحے خاموشی کے بعد وہ بولا

''جمال۔! تم نے کبھی زندگی کے بارے میں سوچا ہے، یہ کیسے ہمیں مل گئی، اور یہ سب کیا اور کیسے ہوا، کیا ہے یہ سب کھیل تماشہ؟''

اس کے یوں کہنے پر میں چند لمحے سوچتا رہا۔ میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا تھا۔ اس لئے میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا

''سچ پوچھیں نا مجھے ایسی باتیں کرنے والا کوئی ملا ہی نہیں اور نہ ہی کبھی میں نے سوچا ہے۔ مجھے تو بس زندگی مل گئی، ہوش آیا تو یہی پتہ چلا کہ میرے سر پہ ذمے داریوں کا بوجھ ہے اور انتقام ورثے میں مل گیا۔ پھر کیا تھا، یہی جو آپ کے سامنے ہوں۔ مجھے کیا پتہ زندگی کہاں سے آئی، اور نہ ہی یہ جانتا ہوں کہ یہ زندگی کیا ہے، کیا کھیل تماشہ ہے؟''

''دیکھو۔! یہ جو سب کچھ دکھائی دے رہا ہے، یہ ایک تمہارے ہونے سے ہے۔ مطلب انسان کے ہونے سے ہے، اگر اس کائنات میں انسان نہیں ہے تو یہ کائنات بھی نہیں ہے۔ اسے کون دیکھ رہا ہے، اس کے نام کون رکھ رہا ہے، اسے تسخیر کون کر رہا ہے؟'' انہوں نے جذب سے کہا

''ظاہر ہے یہ انسان ہی ہے۔'' میں نے اس کی بات سمجھتے ہوئے کہا

''انسان کو اللہ پاک نے جوڑے سے بنایا۔ انسان کی ابتدا کیا ہے۔ ایک قطرہ جو باپ کی پشت سے اچھلتا ہوا نکلتا ہے۔ دراصل اس قطرے میں ایک پوری صورت پڑی ہوئی تھی، جس نے وجود میں آنا ہوتا ہے۔ ماں کے وجود میں اس کی پرورش ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ جب وہ ایک صورت میں آتا ہے، تب اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ ایک وقت تک وہ بے روح رہتا ہے۔ صورت پاتے ہی اس میں روح آتی ہے۔ اس میں بھی پوری حکمت ہے۔ خیر۔! ایک پورے عمل کے بعد جب وہ ماں سے الگ ہوتا ہے تو اس دنیا میں آ جاتا ہے۔ وہ اپنا ایک پورا وجود، پوری ایک صورت رکھتا ہے۔ اب مجھے یہ بتاؤ، جیسے ہی وہ صورت دنیا میں آئی تو اس کے ساتھ کیا تبدیلی ہوئی۔؟'' کرنل نے میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا

''آپ بہتر سمجھتے ہیں، آپ ہی مجھے بتائیں۔'' میں نے اس کی بات میں دلچسپی لیتے ہوئے کہا

''جب وہ صورت اس دنیا میں آئی تو سب سے پہلے اس نے اپنی والدہ کو مقام ماں پر فائز کر دیا۔ باپ کو باپ ہونے کا مقام مل گیا۔ کسی کا بھتیجا، بھانجا، بھائی، بیٹا، اس کے آنے کے ساتھ ہی رشتے ظاہر ہو گئے۔ اگر وہ نہیں تھا تو یہ سارے رشتے کہاں تھے؟'' انہوں نے مسکراتے ہوئے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''نہیں تھے۔کوئی رشتہ نہیں تھا۔'' میں نے کہا

''اس دنیا میں انسان کے پہلے سانس کے ساتھ ہی ظہور ہونا شروع ہوگیا۔اس نے ذرا ہوش سنبھالا،اس نے آسمان کو دیکھا،آسمان ظاہر ہوگیا،چاند کو دیکھا،چاند ظاہر ہوگیا،سورج،مٹی درخت سب،جسے وہ دیکھ رہا ہے۔وہ آشکارا ہوتے جاتے ہیں۔کائنات کھلتی چلی جارہی ہے۔اس کے اندر تبدیلیاں ہوتی چلی جارہی ہیں۔اب اس کے دیکھنے کے دو راستے ہیں،ایک باہر کی طرف اور ایک اندر کی طرف۔ایک کائنات اس کے اندر ہے اور دوسری کائنات باہر موجود ہے۔''

''اور میرا خیال ہے اسی کائنات سے وہ دنیا کو دیکھتا اور سمجھتا ہے۔'' میں نے پوچھا

''بالکل،دیکھتا ہے اور سمجھتا ہے۔اس کی اندر جو تبدیلیاں ہورہی ہیں،اسی سے اس کے خیال بھی تبدیل ہورہے ہیں۔'' انہوں نے بتایا

''کیا اسے خبر نہیں ہوتی؟'' میں نے پوچھا

''دیکھو۔!ایک قطرے سے وجود بن جانا،اور پھر اس دنیا میں آکر اس کا وجود پروان چڑھنا۔یہ فطری عمل ہیں۔ایک خاص وقت پر آکر اس میں تبدیلیاں آنا شروع ہوجاتی ہیں۔وہ وجود چاہئے مرد کا ہے یا عورت کا۔اس سے پہلے وہ معصوم ہوتا ہے۔کوئی شریعت اس پر لاگو نہیں ہوتی۔آخر یہ کیسی تبدیلی ہے جو اس پر شریعت کے احکامات لگ جاتے ہیں؟ مطلب وہ کوئی ایسی قوت ہے جس کی حفاظت کے لئے یہ سارا انتظام ہے۔یہ تبدیلی بڑی اہم ہے اور.....'' اس نے کہنا چاہا تو میں نے بات کاٹتے ہوئے پوچھا

''ہاں،یہی تو سمجھنا چاہوں گا۔'' میں نے جلدی سے کہا تو وہ بولے

''وہ ہے اس کے اندر کی تخلیقی قوت۔انسان زندگی پاتا ہے ایک قطرے سے۔اور پھر ویسا ہی قطرہ جب اس کے اپنے اندر پیدا ہوتا ہے تو ایک نئی زندگی دینے پر قادر ہوجاتا ہے۔ایک بیج بار آور ہوکر کتنے ہی نئے اشجار پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔تم کیا سمجھتے ہو یہ کوئی معمولی صلاحیت ہے۔یہ بہت بڑی صلاحیت ہے۔اس صلاحیت کی حفاظت کے لئے،اس کے صلاحیت کے پیدا ہوتے ہی۔اسی کے ساتھ ہی شریعت لاگو ہوجاتی ہے۔ نگاہ سے لیکر شرمگاہ کی حفاظت تک کے احکامت آجاتے ہیں۔یہ زندگی ہے۔جو رب تعالی نے دی۔اس کی پوری پوری حفاظت کے لئے۔''

''مطلب،جس وقت صورت سامنے آگئی تو اس کے ساتھ ہی سارا عمل شروع ہوگیا۔'' میں نے کہا

''بالکل،جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ صورت کے وجود میں آتے ہی تبدیلیاں آنا شروع ہوگئیں۔اصل میں صورت کا ظہور ہی مقصد تھا ،جس میں سے ہر چیز دیکھی جانی ہے۔ پیدا ہوتے ہی رشتے ظاہر ہوئے۔اسی سے حضرت آدمؑ کے بارے میں معلوم ہوا۔یعنی ہم اس صورت سے آدمؑ کو دیکھ سکتے ہیں۔آدم سے لیکر یہ صورت اور اس صورت سے آدمؑ تک۔پورا سلسلہ جڑ گیا۔''

''صورت کے ظہور کا اصل مقصد.....؟'' میں نے پوچھا تو وہ بولے

''وہ صورت آئینہ ہے،کبھی اسی میں اپنے آپ کو دیکھ رہے ہیں۔باپ اس میں اپنا باپ ہونا دیکھ رہا ہے۔ماں اس میں اپنا مقام دیکھ رہی ہے۔سارے تعلق اسی میں سے دیکھے جارہے ہیں۔اب وہ صرف اپنا وجود اور صورت ہی نہیں لے کر آیا۔بلکہ خیال بھی لے کر آیا۔وہ وجود ایک خیال

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھا، ایک خیال میں پڑا ہوا تھا۔ صورت میں ظہور ہوا۔ تب اس میں انفس و آفاق پیدا ہو گئے۔ اس میں فکر سوچ پیدا ہو گئی۔ اردگرد کی پہچان آ گئی۔ اب اس کی پرورش دو طرح سے ہونا شروع ہو گئی۔ بدنی اور فکری۔ یہ سب زندگی سے ہے۔''

''مطلب یہ سارا کچھ زندگی سے ہے؟'' میں نے پوچھا

''ہاں۔! اور اب ایک بہت اہم بات بتانے جا رہا ہوں، ممکن ہے تمہاری سمجھ میں نہ آئے، لیکن غور کرو گے تو سمجھ میں آ جائے گی۔ جس طرح میں نے بتایا کہ جس نے انسان کو ایک قطرے سے پیدا کیا اور وہ اس قطرے کو واپس لوٹا لینے پر قادر ہے۔ یہ سارا عمل جس میں دیکھا گیا وہ انسان ہے۔ ابھی وہ عالم امکاں میں ظاہر نہیں ہوا۔ ابھی وہ زوجیت کے معاملے میں نہیں آیا، اس کے بیوی، بچے نہیں، اکیلا ہے۔ اس کے اندر کیا تھا، کیا ہے اور کیا ہو گا۔''

''یہ تو ہے۔'' میں نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا

''زندگی سدا سے تھی اور سدا رہے گی۔ لیکن تمہیں اس کا احساس اس لئے نہیں ہے کہ یہ حقیقت تم سے اوجھل ہے۔ تم خود اعتراف کر رہے ہو کہ تم نے اس بارے کبھی سوچا ہی نہیں۔''

''بالکل، مجھے بتایا ہی نہیں کسی نے۔'' میں نے اعتراف کر لیا تو وہ دھیمے سے لہجے میں بولے

''اگر میں تمہیں بتاؤں کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے؟ تو باتیں دو ہی ہو گیں۔ ایک بات تو یہ ہو گی کہ تم میری بات مان جاؤ گے اور دوسری یہ کہ نہیں مانو گے۔ ماننے اور نہ ماننے کی آخر کوئی نہ کوئی تو وجہ ہو گی نا۔'' اس نے میری طرف دیکھ کر اپنی بات کی تائید چاہی۔

''جی بالکل، ایسا ہی ہے، ویسے یہ وجہ ہے کیا؟'' میں نے گہری سانس لے کر کہا تو وہ بولے

'' کسی بات کو ماننے اور نہ ماننے کا معیار انسان کے اندر لاشعوری طور بنتا چلا جاتا ہے۔ اسے احساس ہی نہیں ہوتا کہ اس کے اندر معیار بنتا چلا جا رہا ہے۔ ظاہر ہے اس کی توجہ باہر کی دنیا میں ہے۔ وہ باہر دیکھ رہا ہے۔ باہر ہی کے حالات اس کا معیار بناتے ہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھتا کہ اس کے اندر کیا کچھ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ وہ اپنے اندر جھانکتا ہی نہیں کہ وہ معیار، جس پر اس نے فیصلے کرنے ہیں، وہ درست بھی ہیں یا نہیں؟''

''مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ میرے اندر جو معیار ہیں وہ درست ہیں یا غلط؟'' میں نے پوچھا

''ہاں۔! یہی تو بات ہے کہ ہم سوچیں، اپنے اندر جھانک کر دیکھیں کہ جو کچھ میرے اندر ہے، وہ کیا ہے۔ میں اپنے اندر کیا کچھ لئے پھرتا ہوں؟'' یہ کہہ کر وہ لمحہ بھر کے لئے خاموش ہوئے، پھر کہتے چلے گئے۔ ''جمال، یہ ساری باتیں تو بعد کی ہیں، پہلے کی بات تو یہ ہے کہ زندگی کہاں سے آئی؟ زندگی کو دیکھتا کون ہے؟ کیسے پتہ چلتا ہے کہ وہ زندہ ہے یا مردہ؟''

''ظاہر ہے، زندگی کو زندہ لوگ ہی دیکھتے ہیں۔'' میں نے تیزی سے کہا تو وہ دھیرے سے مسکرا دیئے اور بولے

''بالکل۔ زندگی کو زندہ لوگ ہی دیکھیں گے اور وہ سمجھیں گے کہ اصل میں زندگی ہے کیا۔ اسی طرح زندہ ہی یہ دیکھ پاتے ہیں کہ مردہ کون ہے؟ مثال کے طور پر سامنے اگر ایک لاش پڑی ہے۔ اس میں سب علامتیں وہی ہیں، جو زندہ کی ہوتی ہیں، ایک روح ہی نہیں ہوتی، جو بذات

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

خود دکھائی نہیں دیتی۔ کیا کوئی مردہ آ کر گواہی دے گا کہ یہ مرا ہوا یا زندہ بتائے گا کہ یہ اب محض جسد خاکی ہے، یہ زندہ نہیں۔''

''ہاں یہ بات تو سمجھ میں آ گئی، اصل میں آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔'' میں نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا

''میں کہنا یہ چاہتا ہوں، جب باہر کی دنیا بارے ہم کوئی بھی فیصلہ اپنے اندر پڑے معیار سے کرتے ہیں، تو کیا ہمیں یہ نہیں چاہئے کہ ہم اس معیار کو پرکھ لیں کہ وہ کیسا ہے؟ درست بھی ہے یا غلط؟'' اس نے سنجیدگی سے کہا تو میں بولا

''وہی تو میں پوچھ رہا ہوں کیسے، کیسے پرکھیں؟'' میں نے پوچھا تو گویا ہوا

''ظاہر ہے اس کے لئے بھی ہمیں کوئی نہ کوئی معیار، کوئی کسوٹی تو لینا ہوگی۔ جس سے ہم اپنے اندر کو پرکھ سکیں۔ کسی بھی چیز بارے ہم فیصلہ کر سکیں کہ وہ ہمارے لئے درست ہے یا غلط۔'' یہ کہہ کر وہ ایک لمحہ کو رکے، پھر بولے، ''یہ بات اپنی جگہ، لیکن اس سے پہلے ہم یہ غور نہ کر لیں کہ انسان کے اندر وہ کون سی چیز ہے، جس کی وجہ سے یہ ساری کشمکش ہے؟''

''میرے خیال میں تو وہ روح ہے، جو انسان میں موجود ہے تو وہ زندہ ہے، اس میں کشمکش ہے، یہ ہنگامے ہیں، وہ دیکھ اور بول سکتا ہے۔'' میں نے جوش سے کہا

''روح..... ! چلو ایک لمحے کو مان لیتے ہیں کہ اس میں روح ہے، لیکن اس میں کوئی کشمکش نہیں ہے، وہ دیکھ اور بول بھی نہیں سکتا۔ اور پھر ہم روح کی بات کیوں کریں جسے ہم نے دیکھا نہیں۔ جس پر ہم بات نہیں کر سکتے، وہ کیسی ہے۔ ہم تو اس پر بات کرتے ہیں، جو دکھائی دیتی ہے۔'' وہ بولے تو میں نے ہوئے کہا

''روح کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔ روح جب نہیں ہوتی تو وہ ختم ہو جاتا ہے۔''

''اگر میں یہ کہوں کہ روح کے بغیر بھی انسان زندہ رہتا ہے تو کیا تم مان لو گے۔ وہ بھی جسمانی لحاظ سے، میں کوئی روحانی بات نہیں کر رہا ہوں۔''

''وہ کیسے؟'' میں نے حیرت سے پوچھا

''دیکھو، ہمیں وہاں سے غور کرنا ہوگا، جب انسان محض ایک ایسے قطرے کی صورت میں ہوتا ہے جو باپ کی پشت سے نکلتا ہے اور وہ ماں کے رحم میں جاتا ہے تو نمو پاتا ہے۔ اس کی افزائش شروع ہو جاتی ہے، اس کا وجود ظاہر ہوتا ہے پھر ایک وقت کے بعد اس میں روح آتی ہے۔ پہلے دن سے لے کر روح آنے تک وہ کون سی شے ہے، جس سے ایک قطرہ پورا وجود، پوری صورت بن جاتا ہے، روح تو بعد میں آتی ہے۔''

''وہ کیا چیز ہے؟'' میں نے پوچھا

''تم اسے جان سمجھ لو۔ یعنی یہ گوشت پوست، بنا روح کے بھی پروان چڑھتا ہے۔'' یہ کہہ کر وہ لمحہ بھر کو خاموش ہوا، پھر بڑبڑاتے ہوئے بولا، ''روح ہوتے ہوئے بھی، انسان، انسان نہیں رہتا، حیوان بن جاتا ہے، اس پر کبھی غور کیا تم نے؟''

''ہاں اس کی تو مجھے کافی سمجھ ہے۔ انسان کس قدر درندگی پہ اتر آتا ہے، حیوانیت ہی کا روپ ہے نا یہ۔'' میں نے کہا تو میری آنکھوں کے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سامنے کئی سارے منظر گھوم گئے۔

''میرا سوال ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے، جبکہ رب تعالی نے تو اسے احسن تقوم پر پیدا کیا۔ اسے بہت اچھا بنایا۔ اس خالق کا شاہکار ہے یہ انسان۔'' اس نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔

''آپ بتائیں، یہ کیا تبدیلی ہے؟'' میں نے دھیمے سے لہجے میں بولا

''انسان میں تخلیق کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسے ایک بیج لگایا تو اس سے درخت بن گیا۔ جس سے ہزار ہا نئے بیج بن جاتے ہیں۔ اس تخلیقی صلاحیت کے ساتھ رب تعالی نے اس کے وجود میں بہت کچھ رکھ دیا، جس کا خود انسان کو ادراک نہیں، آہستہ آہستہ وہ اپنے بارے جانتا چلا جا رہا ہے۔ یہ اسی وقت جانتا ہے جب وہ اپنے بارے میں جانے گا کہ اس کے اندر کیا پڑا ہے۔''

''اسے کیسے پتہ چلے گا کہ اس کہ اندر کیا ہے؟'' میں نے پوچھا

''تمہیں کس نے بتایا کہ ماں کا دودھ کیسے پیتے ہیں؟ پرندے کو کس نے اڑنا سکھایا؟ یا مچھلی کو کس نے تیرنا بتایا۔ یہ جبلت ہے انسان کی ۔ جب اس پر کوئی موقعہ آتا ہے۔ اسے ضرورت ہوتی ہے تو اس معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیا ہے۔'' اس نے دھیمے لہجے میں کہا تو میں الجھتے ہوئے بولا

''بات آپ نے اندر کے معیار سے شروع کی اور کہاں تک لے آئے۔ کہیں ہم اُلجھ تو نہیں گئے؟''

''نہیں اُلجھے نہیں، بلکہ میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ آدمی ،انسان سے حیوان کیسے بن جاتا ہے۔'' انہوں نے سکون سے کہا

''وہ تو آپ نے بتا دیا کہ اس کے اندر کے معیار سے۔'' میں نے انہیں یاد دلایا تو وہ ذرا سا مسکرا دیئے اور بولے

''ہاں، اس کے اندر کے معیار ہی سے، لیکن یہ نہیں سمجھو گے کہ یہ اندر کا معیار بنتا کیسے ہے؟''

''جی یہ تو سمجھنا چاہوں گا۔'' میں نے تیزی سے کہا تو وہ مسکراتے ہوئے بولے

''چلو، یہ بات آج رات ہی کو سہی۔ سکون سے سمجھاؤں گا۔ فی الحال تم اندر جا کر دوا کھا لو اور آرام کرو۔ باتیں تو ہوتی رہیں گی اور تمہیں یہ بھی بتانا ہے کہ انسان اپنی راہ میں رکاوٹ کیسے ہے۔''

یہ کہتے ہوئے انہوں نے میرا کاندھا دبایا اور ہاتھ پکڑ کر اٹھنے کا اشارہ کیا۔ میں اٹھ گیا تو وہ مجھے اندر کی جانب لے کر بڑھ گیا۔

☆.....☆.....☆

صبح کی نیلگوں روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ کچھ دیر پہلے ہی بدر واپس پہنچا تھا۔ وہ بہت تھکا ہوا تھا۔ اس نے آتے ہی سب کو اکھٹا کر لیا۔ جسپال نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا

''کدھر تھے تم؟''

''یہ جو کراچی شہر ہے نا، اس میں جو بھی مہرل شاہ کا حصہ تھا، وہ سب چھین لیا ہے میں نے۔ یہ سب دو نمبر دھندے ہیں۔'' اس نے کہا تو جسپال نے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''لیکن کیا میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا تھا؟''

''نہیں، یہ میرا اور میرے لوگوں کا مسئلہ تھا، وہ ہو گیا۔ خیر۔! تم لوگ سنو.....'' اس نے کہا پھر شاہد کی طرف دیکھ کر بولا'' شاہد۔! تمہارے لئے اب یہاں پر کوئی خطرہ نہیں ہے۔ تم اپنی بیوی اور بچے کے ساتھ سکون سے زندگی گذارو۔ اپنا بزنس سنبھالو، اپنے باپ کی خدمت کرو۔ جسپال اور تانی جس مقصد کے لئے آئے تھے وہ پورا ہوا۔ ''

''اور اب.....؟'' جسپال نے پوچھا

''اب تم لوگ آرام کرو۔ جب جانا چاہو، چلے جانا'' اس نے اطمینان سے کہا اور اٹھ کر باہر کی جانب چلا گیا۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تو سارا نے کہا

''شاہد، چلیں پھر اپنے گھر؟''

''ظاہر ہے اب تو جانا ہی ہوگا۔'' اس نے کاندھے اُچکا کر کہا

''ٹھیک ہے تو نکلو پھر، ناشتہ وہیں چل کر کریں گے۔'' تانی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

کچھ دیر بعد وہ اپنے بنگلے کے لئے نکل چکے تھے۔

☆.....☆.....☆

ڈنر کئے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔ میں بیڈ پر آ کر لیٹ تو گیا تھا لیکن مجھے نیند نہیں آ رہی تھی۔ میں یونہی کرنل سرفراز کی باتوں پر سوچتا چلا جا رہا تھا۔ پہلی بار مجھے ایسی سوچوں سے واسطہ پڑا تھا۔ مجھے یہ بھی خیال آ رہا تھا کہ وہ مجھے یہ سب کچھ کیوں بتانا چاہ رہا ہے۔ آخر وہ مجھ سے چاہتا کیا؟ میں انہی سوچوں میں الجھا ہوا تھا کہ دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو سامنے کرنل تھا۔ وہ میری طرف دیکھ کر مسکرایا تو میں پیچھے ہٹ گیا۔ وہ اندر آ کر ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا بیگ تھا۔ وہ سامنے دھری میز پر رکھ کر بولا۔

''ساری بتیاں بجھا دو اور میرے سامنے آ کر بیٹھو۔''

میں نے ویسا ہی کیا اور بیڈ پر بیٹھ گیا۔ اندھیرے میں اس نے ماچس کی تیلی جلائی تو کمرے میں روشنی ہو گئی۔ جلتی ہوئی تیلی سے اس نے سامنے رکھی موم بتی روشن کر دی۔ پتہ نہیں وہ کیا کرنا چاہتا تھا۔ میں غور سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ موم بتی جلا کر اس نے میری طرف دیکھا اور پوچھا

''جمال۔! یہ شمع کیسی ہے۔ اس کا شعلہ کدھر ہے؟''

یہ عجیب سا سوال تھا۔ میں نے پھر بھی اس کی طرف دیکھ کر کہا

''یہ شمع آپ نے میز پر لگائی ہے اور اس کا شعلہ اوپر کی طرف جا رہا ہے۔''

''جمال۔! یہ ایک چھوٹا سا تجربہ ہے۔ بہت چھوٹی کلاسوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ میں اس سے تمہیں ایک بات سمجھانا چاہتا ہوں، میں جو بات بھی پوچھوں، تم اس کا جواب دیتے جانا، میں پھر تمہارے سارے سوالوں کے جواب تفصیل سے دوں گا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ٹھیک ہے۔'' میں نے کہا تو اس نے بیگ میں سے ایک عدسہ نکالا اور اسے شمع کے سامنے کیا۔ ایک مناسب فاصلہ دے کر اس نے میری توجہ دیوار کی طرف کی اور پوچھا

''وہاں پر شمع کیسے دکھائی دے رہی ہے۔''

''وہاں پر اُلٹی شبیہہ ہے، الٹ نظر آ رہی ہے۔'' میں نے جواب دیا تو اس نے ایک اور عدسہ نکالا اور اس کے سامنے کر دیا۔ دیوار پر عکس سیدھا دکھائی دینے لگا۔ تو اس نے پوچھا

''اب شبیہہ کیسی ہے؟''

''اب شمع سیدھی دکھائی دے رہی ہے۔'' میں نے جواب دیا تو اس نے وہ دونوں عدسے میز پر رکھ دیئے۔ پھر وہ اٹھا اور لائیٹ جلا کر کمرہ روشن کر دیا۔ وہ میرے سامنے صوفے پر آ بیٹھا اور بولا

''تمہیں ایمان مفصل آتا ہے؟''

''جی، گاؤں کے مولوی صاحب نے ہمیں پڑھایا تھا اور یاد بھی کروایا تھا۔'' یہ کہہ کر میں نے ایمان مفصل اسے سنا دیا۔ وہ بڑے دھیان سے سنتا رہا۔ میں سنا چکا تو وہ بولا

''اس کا ترجمہ بھی آتا ہے؟''

''ہو سکتا ہے، پوری طرح یاد نہ ہو۔ میں کوشش کرتا ہوں۔'' میں نے کہا تو اس نے مسکراتے ہوئے کہا

''کاش، مولوی صاحب، یہ سمجھا بھی دیتے کہ وہ کیا رَٹا رہے ہیں۔ خیر۔! میں تمہیں اس کا ترجمہ سناتا ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ لحہ بھر کو رکا اور پھر بولا ''اس کا ترجمہ ہے، میں ایمان لایا اللہ پر، اور اس کے فرشتوں پر، اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اچھی بری تقدیر پر کہ وہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے اور مرنے کے بعد جی اٹھنے پر۔''

''جی، ایسے ہی ہے۔'' میں نے کہا تو بولا

''اب ذرا غور کرو، اس میں خیر اور شر، اللہ تعالی کی طرف سے ہونا بیان ہوا ہے۔ اس کے معنی اور مطالب جو بھی لئے جائیں۔ بات دو متضاد چیزوں کی ہے۔ خیر۔! انسانیت کے لئے خیر تو رَب تعالی چاہتا ہے، یہ پھر شر کیوں؟ خیر اور شر کا انسان کے اندر ہونا کیوں؟''

''یہ بات تو آپ ہی بتائیں نا۔'' میں نے کہا

''دیکھو۔! فرشتوں کو کھانے پینے کی حاجت نہیں، انہیں رزق کے ذائقوں کے بارے میں کیا معلوم؟ بالکل اسی طرح، اگر ایک ہی شے بارے معلوم ہو، اور دوسری کا پتہ ہی نہ ہو تو اس کا احساس کیا؟'' انہوں نے کہا

''ہمیں اس شے ہی کا ادراک ہوگا تو ہم اس کے بارے جان پائیں گے۔'' میں نے بتایا

''جی بالکل۔ اگر ایک چیز کا الٹ ہوگا تو ہی ہمیں درست کا احساس ہوگا۔ برائی کا احساس نہ ہو تو نیکی کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ خیر کا وجود اس

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وقت ممکن ہے جب اس کے مقابلے میں شر ہوگا۔ چونکہ انسان احسن تقویم پر پیدا ہوا ہے تو اس میں کوئی کمی نہیں ہے۔ اس رب نے تو اس میں سب کچھ دے دیا۔ کیا اب انسان کا حق نہیں کہ وہ رب تعالی کی دی ہوئی نعمتوں کو دیکھے، اور ان کے بارے میں پتہ کرے؟''

''ہاں جی یہ تو بنتا ہے کہ وہ اپنے اندر کے بارے میں جانے کہ جو کچھ رب تعالی نے اسے دیا ہے، جن نعمتوں اور صلاحیتوں سے نوازا ہے، اس کے بارے میں جانے۔'' میں نے کہا

''تو پھر میرے بھائی، جو کچھ انسان کے اندر ہے اسے پہچاننے کا کوئی تو معیار ہوگا، کوئی کسوٹی، کوئی پیمانہ تو ہونا چاہئے نا؟''

''جی اسی کی وجہ سے تو خیر اور شر میں تمیز ہو سکے گی۔'' میں نے کہا

''اب بات یہ ہے کہ ہم اگر مذہب کا پیمانہ یا معیار لے لیں تو ممکن ہے اس پر اختلاف ہو، لیکن اگر ہم انسان ہی کو سامنے رکھ لیں تو بات کچھ سمجھ میں آجائے گی کہ وہ باتیں جو انسان کی فلاح کے لئے ہیں وہ خیر اور جو فلاح کے لئے نہیں ہیں وہ شر۔'' انہوں نے سمجھانے والے انداز میں کہا تو میں سر ہلا کر رہ گیا، تب انہوں نے اپنی بات جاری رکھی، ''دیکھو اگر ہم اس جلتی ہوئی شمع کو حقیقت مان لیں تو یہ دو عدد سے انسان میں شر اور خیر کی علامت ہیں۔''

''او۔! تو آپ یہ سمجھانا چاہ رہے تھے۔'' میں نے تیزی سے کہا تو وہ بولے

''ابھی میری بات مکمل نہیں ہوئی۔''

''جی کہیں، میں سن رہا ہوں۔'' میں نے دھیمے انداز میں کہا تو وہ بولے

''دیکھو۔! اصل میں یہ دو سوچیں ہیں۔ ایک منفی سوچ اور ایک مثبت سوچ۔ اگر انسان کسی شے کو ایک ہی نگاہ سے دیکھے۔ ایک ہی سوچ کے ساتھ سوچے تو درست نہیں ہوگی۔'' انہوں نے دلیل دی تو میں پوچھا

''اگر مثبت سے بھی دیکھے تو بھی.....''

''کسی کو کیسے معلوم ہوگا کہ یہ مثبت ہے، جب تک منفی نہیں ہوگا۔ اسی طرح جب تک منفی نہیں ہوگا تو مثبت کا پتہ نہیں ملے گا۔'' انہوں نے پھر یاد دلایا

''دونوں کے ہونے سے ہی صورت حال کا واضح پتہ ملے گا۔'' میں نے مانتے ہوئے کہا

''یہ رب تعالی کی بندے میں بہت بڑی نعمت ہے کہ اس میں یہ دونوں چیزیں رکھ دی گئیں ہیں۔ اور اختیار انسان کو دے دیا کہ جو چاہو چن لو۔'' انہوں نے کہا تو میں نے بات سمجھنے کی خاطر کہا

''خیر اس کے اپنے لئے بہترین ہے اور شر انسانیت کے لئے قاتل ہے۔ اگر انسان شر کی نگاہ ہی سے اس کائنات کو دیکھتا ہے تو وہ انسانیت کا قاتل ہے اور اگر وہ فقط خیر ہی کو سامنے رکھے ہوئے ہے تو اسے کیا معلوم وہ کیا کر رہا ہے؟''

''میرے بھائی، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ شر کی قوت جانے بغیر وہ خیر کو کیسے پہچانے گا؟ میں یہ نہیں کہتا وہ شر پیدا کرے پھر خیر کی طرف

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آئے، یہ تو بچکانہ بات ہوگی۔'' یہ کہہ کر وہ لمحہ بھر کو رکے پھر بولے،''اصل میں انسان نے سب کچھ اُلٹ لیا ہوا ہے۔اس نے مادیت ہی کو سب سمجھ لیا ہوا ہے۔حالانکہ مادیت کچھ بھی نہیں۔ یہ جو سامنے ہے یہ سب میرے ہونے سے ہے، میں انہیں دیکھ رہا ہوں تو یہ ہیں، میں نہیں ہوں تو یہ کہاں ہیں۔ یہ مکان کیا ایسے ہی بن گیا۔ یہ پہلے کسی کی سوچ میں تھا۔ یہ سوچ منتقل ہوئی ہے۔اصل میں بنیادی چیز ہی خیال ہے۔''

''یہ تو میں مانتا ہوں۔''میں نے بتایا

''تو اس پر سوچو، جو سوال ہو مجھ سے کرو۔ پھر میں بتاؤ گا کہ انسان اپنی راہ میں خود ہی رکاوٹ کیوں ہے اور کیسے ہے؟''انہوں نے سکون سے کہا تو میں نے سر جھکا لیا۔میں اس پر سوچنا چاہتا تھا۔ بہت ساری سوچیں میرے اندر سر اٹھا رہی تھیں۔ میں خود یہ سب سمجھنا چاہتا تھا۔ شاید زندگی مجھے نئے پہلو دکھانا چاہ رہی ہو یا ایک نئی زندگی میرے سامنے وا ہو رہی تھی۔

☆.....☆.....☆

جسپال کافی دیر سے کاریڈور میں بیٹھا تھا۔اس نے دیکھا تھا کہ شاہد گارڈز کے ساتھ شوروم کے لئے نکل گیا ہے۔اس کا باپ معین الدین گھر پر ہی تھا۔ایک دم سے سکون چھا گیا تھا، جس کی وجہ سے جسپال کو بے چینی ہو رہی تھی۔سب کچھ اچانک کیسے ٹھیک ہو گیا۔ کیا پرسا رام اور مہرل شاہ کا خاتمہ اتنا آسان تھا، وہ جس قدر طاقتور بندے تھے، مہر سکندر اپنا کھیل کھیل رہا تھا، وہ محض چٹکی میں ختم ہو گئے۔ کہیں نہ کہیں کچھ ایسا تھا، جہاں الجھن تھی۔کیا شاہد اب محفوظ ہے، سارہ کے لئے کوئی خطرہ نہیں؟ کیا مہرل شاہ، مہر سکندر اور پرسا رام کے لوگ ان کا پیچھا نہیں کریں گے؟ ان کے پیچھے تو حکومت کے لوگ تھے؟ کیا انہوں نے ذرا سا بھی ان لوگوں کو تلاش نہیں کیا؟ وہ کافی دیر سے اسی وجہ کو تلاش کر رہا تھا۔ ایسی کیا وجہ ہے کہ ہلچل نہیں ہوئی اور بدر نے بڑی آسانی کے ساتھ معاملہ حل ہو جانے کی نوید سنا دی۔ یہ آسانی اور سکون جسپال کو ہضم نہیں ہو رہا تھا۔

''کہاں کھوئے ہوئے ہو جسپال؟'' تانی اس کے پاس آ کر بولی۔اس کے ہاتھ میں چائے کا مگ تھا، جسے اس نے جسپال کو تھمایا اور اس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔تب اس نے چائے کا سپ لے سوچتے ہوئے لہجے میں اپنی ذہنی کیفیت کے بارے میں اسے آگاہ کیا۔

''ممکن ہے جو تم سوچ رہے ہو، وہ جس قدر درست ہو سکتا ہے، اسی قدر غلط بھی ہو سکتا ہے۔ دراصل تم مجرمانہ ذہنیت نہیں رکھتے ہو، ورنہ تمہیں احساس ہوتا کہ شہر اور علاقوں پر تسلط کے لئے یہ کیسے لڑتے ہیں۔''

''کیا بدر روہی سے تعلق رکھنے والا نہیں ہے؟ کیا وہ مجرمانہ زندگی گذار رہا ہے؟ اور وہ یہ جو کچھ کر رہا ہے سب ٹھیک ہے۔''جسپال نے تیزی سے پوچھا

''بدر کا تعلق روہی سے ہے۔وہ مجرم بھی نہیں ہے، لیکن اس شہر کا مزاج ایسا ہے کہ اس کے ساتھ ایسے چلنا پڑتا ہے۔'' تانی نے سکون سے کہا

''میں تمہاری بات نہیں سمجھا؟''اس نے کہا

''سنو۔! جس طرح ہر شہر کی اپنی ثقافت ہوتی ہے۔ ماحول ہوتا ہے، اسی طرح وہاں کی زیر زمین دنیا کا بھی اپنا ماحول اور مزاج ہوتا ہے۔ جیسے ممبئی میں بھائی گیری چلتی ہے، وہ ماحول تم امرتسر میں نہیں پاؤ گے، لاہور اور کراچی کے انداز میں فرق ہے۔ ہاں بہت حد تک ممبئی اور کراچی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے مجرمانہ ماحول میں یکسانیت ہے۔ایسا کیوں ہے، میں نہیں جانتی۔'' تانی کہتے کہتے آخر میں اپنی بات گول کر گئی۔

''میں نے شہروں کے مجرمانہ ماحول پر کوئی تحقیق نہیں کرنی تم مجھے یہ سب کیوں بتا رہی ہو۔'' جسپال نے اکتا کر اس سے پوچھا

''اس لئے کہ جو ہو رہا ہے اسے سکون سے دیکھو، جتنا کام ذمے لگا ہے اس پر غور کرو اور.....'' تانی نے کہنا چاہا تو جسپال نے غصے میں کہا

''بکواس کر رہی ہو تم، جس کام کے لئے ہم آئے تھے، وہ تو ہو چکا، اب یہاں کیوں پڑے ہیں۔ایویں کہانیاں سنائے چلی جا رہی مجھے۔''

''اوہ، تم تو ناراض ہو گئے یار۔خیر، تم آرام کرو۔ہم بعد میں بات کریں گے۔'' تانی نے اٹھتے ہوئے کہا تو ٹھیک اسی وقت جسپال کا فون بج اٹھا۔اس نے سنا تو دوسری طرف شاہد تھا۔

''جسپال، میں یہاں شوروم پر آ تو گیا ہوں لیکن میں محسوس کر رہا ہوں کہ سب ٹھیک نہیں ہے۔'' شاہد نے تشویش سے بتایا

''کیوں کیا محسوس ہو رہا ہے۔'' اس نے سیدھے ہوتے ہوئے پوچھا

''صبح سے کئی مشکوک لوگ شاپ کا چکر لگا چکے ہیں۔ابھی کچھ دیر پہلے ایک عورت نے تو مجھ سے یہ بھی پوچھ لیا ہے کہ پرسارام کے گھر سے جو زیور نکلا ہے وہ دکھاؤ، وہ خریدار ہے۔'' شاہد نے گھبرائے ہوئے انداز میں کہا تو جسپال نے پوچھا

''بدر کو بتایا؟''

''ہاں، مگر وہ الجھا ہوا ہے، ابھی تک پلٹ کر جواب نہیں دیا۔'' اس نے بتایا

''ٹھیک ہے، میں آ رہا ہوں، تم گھبراؤ مت۔'' جسپال نے ایک دم سے کہا اور اٹھ گیا۔

تانی اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔اس کے پوچھنے پر جسپال نے بتایا تو وہ بولی

''کچھ دیر ٹھہر جاؤ، میں ابھی تمہیں بتاتی ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ تیزی سے اندر کی جانب چلی گئی۔وہ دوبارہ بیٹھ گیا اور تیزی سے اس موجودہ صورت حال کے بارے سوچنے لگا۔تقریباً بیس منٹ بعد تانی واپس آئی تو اس کے لبوں مسکراہٹ تھی۔

''لو بھئی، تم جو سمجھ رہے تھے، بات تو کچھ ایسی ہی ہے۔چلو راستے میں بتاتی ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ پورچ کی جانب چل پڑی۔بلوچ ان کا انتظار کر رہا تھا۔کچھ لمحوں بعد وہ شاہد کے شوروم کی طرف جا رہے تھے۔

''اب بتاؤ، کیا بات ہے؟''

''یہاں پر جو روہی کا نیٹ ورک ہے اس کے مطابق، بدر بری طرح پھنس چکا ہے۔اس نے جلد بازی کی اور مہرل شاہ کے سارے معاملات کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔انڈر ورلڈ کے لوگ اتنی جلدی مہرل شاہ کو نہیں بھولے۔اور نہ ہی اس کے لواحقین، وہ بدلہ لینے کو میدان میں اتر رہے ہیں۔وہ لوگ.....''

''یار تو کہانیاں مت سنا، اصل بات بتا۔'' جسپال نے چڑتے ہوئے کہا

''جس عورت کے بارے میں شاہد نے بتایا ہے کہ وہ اس کے پاس پرسارام کے زیور اور جواہرات کا پوچھنے آئی تھی، وہ صرف ایک پیغام

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھا، ایک تیسرا گروہ یا پھر وہی لوگ پوری طرح میدان میں آ گئے ہیں، وہ کون ہیں، کیا چاہتے ہیں، یہ پتہ کرنا ہے۔''

''کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا۔ وہ بھی مرا ہوا۔'' جسپال نے حقارت سے کہا تو تانی نے اس کی طرف دیکھا اور پوچھا

'' جسپال، تم کچھ چڑچڑے نہیں ہو گئے ہو؟''

''ہاں، مجھے غصہ آ رہا ہے، پتہ نہیں کیوں یہاں ہمارے ساتھ چوہے بلی کا کھیل کھیلا جا رہا۔ شاید بلا مقصد۔ شاہد کے معاملات میں الجھایا جا رہا ہے۔''

'' مجھے نہیں لگتا۔'' تانی نے اعتماد سے کہا

''کیوں؟'' اس نے پوچھا تو بلوچ ایک دم سے بولا

''اگر آپ برا نہ منائیں تو میں کہوں؟''

''بولو۔'' جسپال نے اس کی طرف دیکھ کر کہا

''مجھے یہاں کے انڈر ورلڈ میں کتنے برس ہو گئے ہیں، مجھے خود بھی نہیں معلوم، شاید بچپن سے ہی ہوں۔ میری عقل سمجھ کے مطابق، نہ مہرل شاہ کچھ تھا، اور نہ مہر سکندر، کوئی تیسرا کھیل کھیل رہا ہے، اور اس کا سرا بدر بھائی سے ملے گا۔ وہ شاید دل میں کچھ لئے بیٹھا ہے۔''

''یہ تم کس بنیاد پر کہہ رہے ہو؟'' تانی نے پوچھا

''اس لئے کہ جتنے بڑے یہ لوگ تھے، جتنے مضبوط، اس قدر خاموشی کا چھا جانا، اس بات کا ثبوت ہے کہ کوئی تیسرا گروہ جو ان سے بھی مضبوط ہے۔ وہ میدان میں آ گیا ہے۔'' بلوچ نے کہا

'' وہ کون ہو سکتا ہے؟'' تانی نے پوچھا

''شوروم پر پہنچ کر میں کچھ بتا سکوں گا۔ بس کچھ دیر میں پہنچ جائیں گے۔'' اس نے کہا اور اپنی توجہ سڑک پر لگا دی۔

شاہد کافی حد تک پریشان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پاس ہی بدر بھی تھا۔ وہ دونوں پہنچے تو جسپال نے جاتے ہی پوچھا

'' وہ عورت کون تھی؟''

''پتہ نہیں کون تھی، وہ صرف رابطہ نمبر دے گئی ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں دھمکی.....'' بدر نے جواب دیا

''تم نے تو مہرل شاہ کا سارا کچھ سنبھال لیا ہے، پھر یہ کون ہے، جانتے ہو؟'' تانی نے پوچھا

''ہاں، جانتا ہوں۔ سالار صدیقی ہے۔ جس کی پشت پر نجانے کتنے سیاست دان ہیں۔ یہاں کے انڈر ورلڈ میں گولڈ کنگ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کا مقصد، صرف اور صرف پرسارام کا سونا اور جواہرات وغیرہ حاصل کرنا ہے۔''

''اور اس کے علاوہ، مہرل شاہ کا بدلہ بھی۔'' جسپال نے تیزی سے کہا

''ہاں۔ وہ انہی کا آدمی تھا۔ اگر اب اس شہر میں رہنا ہے تو یا تو ان کی بات ماننا ہو گی یا پھر ان کا مقابلہ کرنا ہو گا۔'' بدر نے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''لاؤ، کہاں ہے اس کا رابطہ نمبر۔ میں بات کرتا ہوں۔'' جسپال نے کہا

''ابھی ٹھہرو، میں نے اس سے بات کی ہے۔'' بدر نے کہا تو جسپال نے پوچھا

''کیا بات کی ہے؟''

''یہی کہ میں اسے کچھ بھی نہیں دینے والا، ہمت ہے تو چھین لے مجھ سے۔'' بدر نے کہا تو جسپال ایک دم سے خوشگوار انداز میں بولا

''میں نے بھی یہی کہنا تھا۔ اور اب ایک کام کرو، پتہ کرو وہ کہاں ہے۔ اسے ہم خود ہی مل لیتے ہیں۔'' جسپال نے کہا تو شاہد کی تیوریوں پر بل پڑ گئے۔ وہ دھیرے سے بولا

''میں نہیں سمجھتا کہ ہم بات کو اتنا طول دیں گے۔ کیوں نہ خون خرابے کے بغیر ہم یہاں سے ویسے ہی چلے جائیں۔ وہ سارا سونا میں نے ڈھلوا کر محفوظ کر لیا ہے۔ کروڑوں کا سونا ہے اور جو ہرات کی مالیت کا اندازہ نہیں، وہ بھی اتنے ہی کے ہوں گے۔ میرا خیال ہے ہم دو ہی نکلتے ہیں اور .....''

''کیا اس کی رسائی وہاں تک نہیں ہوگی؟'' بدر نے کہا اور پھر جسپال کی طرف دیکھ کر بولا، ''ایسا کرتے ہیں، شاہد کو دو ہی بھیج دیتے ہیں، اس سارے سونے کے ساتھ۔ اور ہم.....''

''آج ہی، ہلکہ ابھی۔'' جسپال نے ساری بات سمجھتے ہوئے کہا

''تم سب اپنا اپنا پلان دے چکے؟'' اچانک تانی نے کہا تو سب اس کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ سب خاموشی سے اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔ جب چند لمحے تک کوئی نہیں بولا تو اس نے بڑے گھمبیر لہجے میں کہا'' یہاں آنے سے پہلے میں اپنا پلان کر چکی ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔ اس سارے معاملے کو اب میں دیکھوں گی۔ میں بتاتی ہوں کہ کیا کرنا ہے۔'' تانی نے کہا تو سب نے یوں تائید میں سر ہلا دیا جیسے وہ اس کی بات مان گئے ہوں۔ ان سب کو احساس ہو گیا تھا کہ آج کی رات بہت بھاری ہے۔

☆.....☆.....☆

وہ بہت گلابی شام تھی۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ میں اور کرنل سرفراز دونوں لان میں بیٹھے ہوئے چائے پی رہے تھے۔ جو کچھ کرنل نے مجھے بتایا تھا، اس پر بات ہو چکی تھی۔ تبھی چائے کا سپ لے کر انہوں نے کہا

''دیکھو۔! صورت کے ظہور کے ساتھ ہی اس میں دو طرح کی ڈویلپمنٹ ہوتی ہے۔ اس کی بدنی اور فکری ڈویلپمنٹ۔ جیسے کہ میں نے تمہیں سمجھا دیا کہ قطرے سے قطرے تک کا سفر ہو گیا۔ وہ لامکاں سے مکاں میں آ گیا۔ اب فکری ڈویلپمنٹ میں اس کے سامنے استاد آئے گا۔ وہ اس کی فکری پرورش کرے گا۔ یہ فکری پرورش ہے کیا؟ اصل میں ہوتا کیا ہے جسے ہم فکری ڈویلپمنٹ کا نام دیں گے؟''

''میرے خیال میں وہ خیر اور شر کی تمیز ہی ہے۔'' میں نے بتایا

''بے شک تم بہت قریب پہنچ گئے ہو۔ ہے ایسا ہی۔ دراصل فکری ڈویلپمنٹ کا مطلب انسان میں ''نگاہ'' کا پیدا ہونا ہے۔'' انہوں نے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اور نگاہ کیا ہے؟'' میں نے پوچھا

''وہ قوت اور صلاحیت جس سے اپنے ہونے کا مقصد معلوم ہو جائے، میں کیوں ہوں، یہ جو صورت مجھے ملی ہے، اس میں کیا ہے۔ کیونکہ صورت ہی سے یہ کائنات ہے اور ساری کائنات اسی صورت میں پڑی ہے۔ یہ سب کچھ خیال میں تھا اور خیال ہی میں سب کچھ پڑا ہے۔ جیسے صورت سے آدم کا پتہ ملتا ہے اور آدم کا اس صورت سے۔ دنیا اور کائنات کے سارے فلسفے اسی ایک صورت میں سے ظاہر ہوتے ہیں۔''

''اور سب کچھ زندگی سے ہے۔'' میں نے سمجھتے ہوئے کہا

''اب یہ بھی سمجھ لو کہ زندگی کیا ہے؟'' یہ کہہ کر وہ لمحہ بھر کے لئے خاموش ہوئے پھر بولے'' وہ کائنات جو چاہے اندر کی ہے یا باہر کی اسے تسخیر کرنے کا نام زندگی ہے۔ باہر کی کائنات اس وقت تسخیر ہوتی ہے جب اندر کی کائنات تسخیر ہو جائے۔''

''یہ کیسے ممکن ہے؟'' میں نے پوچھا

'' تم یہی سمجھ لو کہ اندر کی تسخیر کا نام ہی زندگی ہے۔ کیونکہ خیال ہی سے سب کچھ ہے۔ پہلے خیال ہے۔ خیال آئے گا تو ہی حقیقت بنے گی۔ اس کی اصل ارادہ ہے۔ انسان کے ارادے میں سب کچھ پڑا ہے، جو اس کائنات کو تسخیر کرنے کی اصل کنجی ہے۔''

''سو یہ ثابت ہوا کہ انسان کی وجہ سے ہی کائنات ہے۔ اسی کے ہونے سے سب ہے۔'' میں نے کہا تو وہ چند لمحے خاموش رہے پھر باقی ماندہ چائے پی کر خالی پیالی ایک طرف رکھی اور بولے

''انسان تین طرح سے ڈیویلپ ہوتا ہے۔ بدنی، روحانی اور فکری طور پر۔ بدن اس کا مٹی ہے مٹی سے پیدا ہونے والی چیزیں ہی اس کی بڑھوتری میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ اب یہاں دو چیزیں ہیں۔ مٹی کی کچھ چیزیں اس کے لئے درست ہیں اور کچھ غلط۔ یہاں حلال اور حرام کا تصور ہے۔ اسی طرح روحانی طور اس کی عبادت اور نیکی اس کی روح کی پرورش کرتی ہے اور گناہ اس کی روح کو بیمار کر دیتی ہے۔ یہ پورا ایک عمل ہے۔ جو بہر حال پھر کسی وقت صحیح، اور علم و حکمت اس کی فکری ڈویلپمنٹ کرتا ہے۔ یہ سارا کچھ ملتا ہے تو اس میں نگاہ پیدا ہوتی ہے۔ تب جا کر اسے پہچان ملتی ہے۔ یہی وہ سب کچھ ہے جو اس کے اندر کا معیار بناتا ہے۔''

''آپ کی یہ باتیں سن کر تو مجھے یوں احساس ہو رہا ہے جیسے میں تو کچھ بھی نہیں۔ میں تو ایک حیوانی زندگی گذار رہا تھا۔ پیدا ہوا۔ کھایا پیا اور مر گیا۔'' میں نے اعتراف کیا

''یہ بھی تمہاری اپنی سوچ ہے۔ تم میں مجھ میں ہر انسان میں وہ سب کچھ ہے جو اس کائنات کو تسخیر کرنے کے کام آ سکتا ہے۔ اب یہ ہم پر ہے کہ ہم اپنے آپ سے کتنا کام لے سکتے ہیں، خود کو کتنا تسخیر کرتے ہیں۔'' انہوں نے سکون سے کہا

''یہ کیسے ممکن ہے، کیسے تلاش کریں۔'' میں نے پوچھا تو وہ بولے

''اپنی بدنی، روحانی اور فکری ڈویلپمنٹ کو درست سمت دے کر۔ اور پھر میں نے کوئی نئی یا انوکھی بات نہیں کی۔ اسے تو آج کی سائنس بھی ثابت کر رہی ہے۔ جیسے ڈی این اے۔ کیا آدم سے لیکر آج تک کہ انسان کا ڈیٹا اس میں نہیں ہے۔ میں اس پر بھی یقین نہیں کرتا۔ مجھے اگر یقین ہے تو اس

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بات پر کہ رب تعالی نے جو علم الاسماء دیا ہے۔ وہی دراصل تمام تر قوتوں کا منبع ہے۔ انسان اسی علم کو حاصل کرنے کی راہ میں خود ہی رکاوٹ ہے۔"

"کرنل صاحب، میرے جیسا انسان۔ جسے پتہ ہی نہیں ہے، اس کے اندر یہ سب کیسے پیدا ہو۔ وہ کیا قوت ہے جو اس کے یہ صلاحیت پیدا کرے۔" میں نے سوال کیا تو وہ بولے

"شاید تم نے میری باتیں غور سے نہیں سنیں۔ نگاہ کیا ہے، یہی تو وہ چیز ہے جو اسے اچھے اور برے کی تمیز سکھاتی ہے۔ نگاہ ہی اسے محبت کے بارے میں بتائے گی۔ ساری کائنات کا سلسلہ محبت کے دم سے ہے۔ محبت ادب سکھاتی ہے، ایک بات غور سے سن لو۔ انسان کی سب سے بڑی کرامت، اس میں محبت کا پیدا ہو جانا ہے۔"

"اور محبت کیا ہے؟"

"یہ مجھے بتانے کا حکم نہیں۔ جتنا بتانے کا حکم ہوا تھا بتا دیا۔ اب غور کرنا اور اپنے فکر سوچ کے مطابق عمل کرنا تمہارا کام ہے۔ جس نے تجھے اس راہ پر لگایا ہے، وہی تجھے سب بتانے کا بندوبست کرے گا۔ فی الحال تو اپنے بارے میں سوچ، تو کہاں کھڑا ہے۔ جو باتیں ہم نے کیں ہیں۔ وہ تیرے اندر ہیں؟"

"یہ کیا کرنل صاحب۔ پیاس دے کر چھوڑ رہے ہیں۔ میں نے تو ابھی....." میں نے کہنا چاہا تو وہ میری بات کاٹ کر بولے

"ساتھ میں سب ہوگا۔ تو فکر کیوں کرتا ہے۔ ابھی تجھے بہت سفر کرنا ہے۔ اس سفر کو سر پر سوار مت کرو، بلکہ اس کا مزہ لو۔ لوگ زندگی کو سمجھنے میں ہلکان ہوئے پھرتے ہیں، جبکہ زندگی اپنا آپ سمجھانے کے لئے تیرے پاس چل کر آ چکی ہے۔" یہ کہہ کر وہ اٹھے اور اندر کی طرف چلے گئے۔ میں وہیں اپنی سوچوں میں کھو گیا۔ جب میں نے سر اٹھایا تو سورج مغرب میں ڈوب رہا تھا۔

☆.....☆.....☆

سورج مغرب کی اوٹ میں چھپ چکا تھا۔ کراچی پر شام اتر آئی تھی۔ وہ سب شاہد کے شوروم میں بیٹھے ہوئے تانی کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ دوپہر سے نکلی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ بلوچ تھا۔ شاہد، جسپال اور بدر شوروم میں بیٹھے بیٹھے اکتا چکے تھے۔ انہیں قطعاً معلوم نہیں تھا کہ تانی کہاں مصروف تھی اور کیا کر رہی تھی۔ اندھیرا جب پھیلنے لگا تو شاہد نے جسپال کی طرف دیکھ کر پوچھا

"یار اب تو اس سے رابطہ کرو، وہ کہاں ہے اور کرنا کیا چاہ رہی ہے؟"

"تمہارے پاس فون ہے، تم پوچھ لو۔ مجھے اس سے رابطے کا کوئی شوق نہیں، وہ خود ہی فون کر لے گی۔" جسپال نے اکتائے ہوئے انداز میں کہا

"دیکھو، خدانخواستہ اس کے ساتھ کچھ حادثہ بھی ہو سکتا ہے، وہ....." شاہد نے کہا تو جسپال نے مسکراتے ہوئے کہا

"میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں۔" لفظ جسپال کے منہ ہی میں تھے کہ اس کا فون بج اٹھا۔ جیسے ہی اس نے اسکرین پر نگاہ ڈالی وہ چونک گیا اور بولا، "لو آ گیا اس کا فون،" یہ کہہ کر اس نے کال پک کر کے پوچھا "کدھر ہو تم اور کیا کر رہی ہو؟"

"صرف دو گھنٹے مجھے مزید چاہئے، اس کے بعد سب بتا دوں گی۔" اس نے جواب دیا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تمہیں یہاں سے گئے ہوئے اب تک آٹھ گھنٹے ہو گئے ہیں۔ یار اتنی دیر تک تو ہم کبھی نہیں بیٹھے۔ آخر تم کر کیا رہی ہو؟''

''سب کچھ میں بعد میں بتاؤں گی۔ فی الحال تم لوگ یہاں سے نکلو اور بنگلے پر آ جاؤ۔ دھیان رہے کہ تم لوگوں کی نگرانی ہو گی۔ میری بھی نگرانی ہوئی تھی۔ وہ لوگ ہمیں نگاہوں میں رکھے ہوئے ہیں۔''

''تم اس وقت بنگلے پر ہو؟'' اس نے پوچھا

''ہاں۔ اب آ جاؤ تم لوگ۔'' اس نے کہا اور فون بند کر دیا۔

بنگلے تک پہنچتے ہوئے انہیں ایک گھنٹہ لگ گیا۔ اگر انہیں پہلے سے نگرانی کے بارے میں معلوم نہ ہوتا تو انہیں نگرانی کا پتہ ہی نہ چلتا۔ دو گاڑیاں مسلسل ان کا پیچھا کرتی ہوئیں بنگلے تک آئیں تھیں۔ جسپال کچھ کچھ سمجھ گیا تھا کہ تانی کرنا کیا چاہتی ہے۔ وہ تینوں خاموشی سے آ کر ڈرائینگ روم میں بیٹھ گئے۔ تبھی تانی اندر سے آئی اور ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی۔

''یہ سارہ کدھر ہے۔ باہر نہیں آئی ابھی تک؟''

''سارہ، مراد اور تمہارے ابو یہاں نہیں ہیں۔ وہ یہاں سے بہت دور نورنگر پہنچنے والے ہیں، وہ اس وقت بہاول پور سے نکل چکے ہیں اور نورنگر تک پہنچنے میں انہیں مزید ایک گھنٹہ لگے گا۔'' اس نے سکون سے کہا تو شاہد ایک دم سے چونک کر یوں اس کی طرف دیکھنے لگا جیسے تانی پاگلوں والی بات کر رہی ہو۔

''تم..... تم نے انہیں کیوں بھیجا؟ وہ..... کن کے ساتھ گئے ہیں، راستے میں اگر.....'' غصے اور حیرت کے باعث شاہد سے بولا نہیں جا رہا تھا۔

''وہ تینوں اور تمہارا سونا اور جواہرات سب وہاں پر محفوظ ہیں۔ وہ سب ہمارے لوگوں کی حفاظت میں وہاں تک باقی روڈ گئے ہیں۔ سارہ نے میری بات مان لی اچھا کیا۔'' تانی نے کہا

''وہ اب کہاں ہیں؟'' شاہد نے پوچھا

''بتایا نا، وہ بہاول پور کراس کر چکے ہیں۔ نورنگر میں ان کے پہنچنے کی اطلاع ہو چکی ہے، وہ ان کا انتظار کر رہے ہیں۔'' تانی بتایا تو بدر نے پوچھا

''ایسا تم نے کیوں کیا؟''

''ہاں یہ سوال تم نے ٹھیک کیا۔ اس کا سیدھا جواب تو یہی ہے کہ سونا اور جواہرات کے ساتھ سارہ لوگوں کو محفوظ ٹھکانے پر پہنچا دیا ہے۔ اور دوسرا جواب بھی سن لو، تم لاشعوری طور پر وہ کام کرتے چلتے جا رہے ہو، جو روہی والوں کو پسند نہیں ہیں۔''

''مطلب، روہی والوں کو پسند نہیں، میں نے کیا کیا ہے۔'' بدر نے حیرت سے پوچھا

''تم عام جرائم پیشہ لوگوں کی مانند علاقے فتح کر رہے ہو، تاکہ جتنا زیادہ علاقہ تیرے پاس ہو گا۔ اتنا ہی زیادہ تسلط رکھنا چاہتے ہو۔ دولت اور طاقت کے لئے تم وہ سب کرتے چلے جا رہے ہو، جو روہی والوں کا وطیرہ نہیں ہے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''دولت اور طاقت کے بغیر کیا ہو سکتا ہے۔ یہاں رہ کر ان جرائم پیشہ لوگوں کا مقابلہ کرنا ہے تو ان پر دبدبہ چاہئے۔'' بدر نے تیزی سے کہا

''لیکن منشیات کا کاروبار، ناجائز سمگلنگ، اور قتل، یہ ہمارا کام نہیں ہے۔'' تانی نے اس کے چہرے پر دیکھ کر کہا

''یہ سب کرنا پڑتا ہے۔'' اس نے دھیرے سے کہا

''مگر ہم نہیں کرتے، ہم صرف ان کا خاتمہ کرتے ہیں جو انسانیت کے دشمن ہیں۔ کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں۔'' اس نے تیزی سے کہا

''میں کیا کروں، طاقت کے بغیر.....'' بدر نے کہنا چاہا تو تانی نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا

''ہم یہاں کیوں ہیں، صرف تمہیں یہ بتانا ہے کہ تمہارے بغیر بھی روہی والوں کے کام ہو سکتے ہیں۔ تم دولت اور طاقت کی ہوس میں وہ سارے اصول بھول رہے ہو، جو تمہیں بتائے گئے تھے۔ اسی لئے تمہیں دوبئی سے یہاں بلوایا گیا تھا۔'' تانی نے کہا

''میں سمجھا نہیں تم کہنا کیا چاہ رہی ہو۔'' بدر نے غصے میں کہا تو تانی سکون سے بولی

''دیکھو بدر، میں اس کی تفصیلات میں نہیں پڑنا چاہتی، یہ تیسری پارٹی کوئی اور نہیں۔ تمہاری ذاتی دشمن ہے۔ تم نے سونے اور جواہرات کی ڈیل اس سالار صدیقی سے خود کی؟''

''ہاں کی، میں سونے اور جواہرات سے جان چھڑانا چاہتا تھا۔'' اس نے تیزی سے کہا

''کس نے کہا تھا؟'' تانی نے پوچھا

''وہ سونا اور جواہرات میرے تھے، وہ لوگ مجھے دے گئے تھے۔ میں جو چاہوں اس کا کروں۔'' بدر نے جواب دیا

''اگر ہم میں سے کسی نے اس سے حصہ نہیں لیا تو تم بھی اس کے حقدار نہیں ہو۔ اگر ہو تو بتاؤ؟'' تانی نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا تو ایک دم سے خاموش ہو گیا۔

''اب کیا کرنا ہے؟'' جسپال نے خاموشی توڑی تو تانی نے کہا

''اب جو کچھ کرنا ہے بدر ہی نے کرنا ہے، اگر وہ سالار سے جان چھڑا سکتا ہے تو ٹھیک، ورنہ ہم اس کا معاملہ ہی ہمیشہ کے لئے ختم کر دیتے ہیں۔''

''اب ڈیل تو اس سے ہو نہیں سکے گی، اس لئے دشمنی تو ہو گئی اس سے۔ میں چاہتا تھا کہ اس سے ڈیل کر لوں، مگر اب میرے پاس تو کچھ نہیں۔'' بدر نے سکون سے کہا

''تو بس اس سے یہی کہو کہ اس نے اس ڈیل بارے شاہد سے کیوں بات کی۔ مان جاتا ہے تو ٹھیک، ورنہ آج رات اس کا کام کر دیتے ہیں۔'' تانی نے کچھ اس طرح کہا کمرے میں موت کا سناٹا پھیل گیا۔ بدر نے چند لمحے سوچ کر فون نکالا اور سالار صدیقی کے نمبر ڈائل کر دیئے۔ ذرا دیر بعد رابطہ ہو گیا تو اس نے اسپیکر آن کر دیا۔ دوسری طرف سے سالار ہی تھا۔ بدر نے غصے میں پوچھا

''تم میری نگرانی کیوں کروا رہے ہو؟''

''تم جانتے ہو، گولڈ میرے لئے نشہ ہے، جہاں یہ ہو گا، میں وہیں ہوں گا۔ تم میری نگاہوں سے اوجھل نہیں ہو سکتے۔ جب تک وہ گولڈ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مجھے دے نہیں دیتے ہو۔ مجھے سکون کیسے ملے گا۔ آج رات تم نے مجھے وہ گولڈ دینے کا وعدہ کیا ہے، تو نگاہوں سے دور کیسے کردوں۔''

''لیکن تم بلاوجہ میری نگرانی کر کے خود کو مشکوک کر رہے ہو۔ مجھے تو یہی لگتا ہے کہ تم مجھ سے ڈیل نہیں، گولڈ مجھ سے چھین لینا چاہتے ہو؟''

''گولڈ لینا ہے میں نے تم سے۔ نگاہوں سے اوجھل کیسے کردوں تمہیں۔ اور میں نے ہر صورت میں گولڈ لینا ہے تم سے ، چاہے جس طرح دو۔''

''اگر ایسی بات ہے تو پھر میں تم سے ڈیل نہیں کر رہا۔ میں وہ کسی.....'' بدر نے کہنا چاہا تو اس نے بات کاٹتے ہوئے دھاڑ کر کہا

''اس کا انجام جانتے ہو نا تم؟''

''تم کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی خناس ہے تمہارے دماغ میں تو میں اسے نکال دوں گا۔'' بدر نے کہا تو دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا۔ تبھی تانی نے کہا

'' بس ٹھیک ہے، میں دیکھتی ہوں۔ اب نکلو یہاں سے۔''

''کہاں جانا ہے؟'' بدر نے پوچھا

''گڈانی۔ اس کا معاملہ وہیں دیکھیں گے۔'' اس نے عجیب سے لہجے میں کہا اور اٹھ گئی۔ کچھ دیر بعد وہ دو فور وہیل جیپوں میں وہاں سے نکلے۔ شاہد کو انہوں نے وہیں چھوڑ دیا تھا۔

رات ابھی اتنی گہری نہیں ہوئی تھی جب وہ گڈانی کے علاقے میں جا پہنچے۔ یہاں کا فٹن یا دوسرے ساحلی علاقوں کی مانند رونق نہیں تھی، کافی ویران علاقہ تھا۔ ساحل سے کچھ دور ہی انہوں نے گاڑیاں روک دیں۔ اندھیرا کافی تھا۔ تانی، بدر اور جسپال کے ساتھ چند آدمی تھے، جن کے ہاتھوں میں ٹارچ تھی۔ وہ سبھی ساحل کی جانب بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ تانی اور بدر کے کاندھوں پر بڑے بڑے بیگ تھے۔ جنہیں وہ بہت حفاظت سے لے جا رہے تھے۔ ساحل کے ساتھ ہی ایک موٹر بوٹ بندھی ہوئی تھی۔ جس میں وہ بیٹھ گئے۔ ان کے بیٹھتے ہی موٹر بوٹ چل دی۔ کچھ دیر بعد ساحل سے کافی دور ایک چھوٹے اسٹیمر کی بتیاں دکھائی دینے لگیں، جو لحہ لحہ قریب آتی چلی جا رہی تھیں۔ وہ اسٹیمر کے پاس پہنچ گئے تو ٹارچ ہی کی مدد سے ان کی پہچان ہوئی۔ موٹر بوٹ سے اسٹیمر کی طرف جانے والے چھ لوگ تھے۔ وہ سبھی اوپر چڑھ گئے۔ وہاں اسٹیمر میں صرف تین لوگ تھے۔ اچھی طرح دیکھ بھال کرنے کے بعد انہوں نے ان تینوں کو ایک طرف لے جا کر باندھ دیا۔ وہ حیرت سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ تبھی ان میں سے ایک بندے نے ہمت کر کے پوچھا

''یہ کیا کر رہے تم لوگ، ہمیں باندھنے کا مطلب جانتے ہو کیا ہے؟''

''جانتے ہیں۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اسٹیمر سالار صدیقی کا ہے، جسے ہم نے بڑے طریقے سے کرائے پر حاصل کیا ہے۔ اب ہم اسی اسٹیمر پر دوبئی جائیں گے، تمہیں کوئی اعتراض؟'' تانی نے حقارت سے کہا تو اس بندے کی آنکھیں پھیل گئیں۔

''یہ..... یہ تم ٹھیک نہیں کر رہے ہو۔'' اس نے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اور تم لوگ ٹھیک کر رہے تھے۔ ابھی تم نے سالار کو اطلاع نہیں دی کہ ہم یہاں پہنچ گئے ہیں۔ تاکہ وہ ہمیں قتل کر سکے۔'' تانی نے اس کی پسلیوں میں زور سے لات مارتے ہوئے کہا تو اس نے خاموشی سے سر جھکا لیا۔

تانی نے انہیں زیادہ وقت نہیں دیا، ان کے سروں پر پسٹل کے دستے مار کر انہیں بے ہوش کر دیا۔ اس دوران بدر اور جسپال نے بیگ کھولے۔ اس بیگ میں چھوٹے چھوٹے کئی بم تھے۔ جنہیں وہ تیزی سے لگانے لگے۔ دس منٹ میں انہوں نے اپنا کام مکمل کر لیا۔ اگلے چند منٹوں میں وہ سیڑھی کے ذریعے سمندر میں اُتر گئے۔ ان سے کافی دور موٹر بوٹ تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ اس بوٹ پر پہنچ گئے۔ وہ تھک کر چُور ہو چکے تھے۔ وہ بوٹ میں لیٹ گئے۔ موٹر بوٹ چلانے والا، آہستہ آہستہ انہیں ساحل کی جانب لے جانے لگا۔

اس دوران ساحل کی طرف سے دو موٹر بوٹس تیزی سے اسٹیمر کی جانب بڑھنے لگیں تو تانی سمیت سب کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ بدر نے اپنی جیکٹ کے اندر سے فون لیا جو پلاسٹک کے چھوٹے بیگ میں بند تھا۔ وہ بیگ ہٹا کر فون نکالا۔ فون بھیگنے سے محفوظ تھا۔ اس نے فون سے ساحل پر چھپے ہوئے لوگوں سے رابطہ کر کے پوچھا

''تم لوگوں نے سالار کو جاتے ہوئے دیکھا، وہ تھا ان میں؟''

''جی تھا ان میں، ابھی یہاں سے گیا ہے۔''

''ٹھیک ہے تم لوگ تیار رہو، ہم ابھی آتے ہیں، لیکن یہ دیکھ لینا، ان کا کوئی آدمی یہاں پر نہ ہو۔'' بدر نے کہا تو دوسری طرف سے بتایا گیا

''جی ان کے دو آدمی ہیں یہاں پر، ان کے پاس گاڑیاں بھی ہیں۔ شاید وہاں کے لوٹنے کا انتظار کریں گے۔''

''انہیں ابھی کچھ نہیں کہنا۔ صرف ان پر نظر رکھو۔ آنکھوں سے اوجھل نہ ہوں۔ میں دوبارہ رابطہ کرتا ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔ وہ آہستہ آہستہ ساحل کی جانب بڑھ رہے تھے۔

تانی آنکھوں کے ساتھ نائٹ ٹیلی اسکوپ لگائے اسٹیمر کی جانب دیکھ رہی تھی۔ اس کا دوران خون تیز ہو چکا تھا۔ وہ دونوں موٹر بوٹس تیزی سے اسٹیمر کے قریب پہنچ چکیں تھیں۔ اب ان کی کامیابی کا امکان صرف یہی تھا کہ وہ لوگ اسٹیمر پر چڑھ جائیں۔ جبکہ وہ ایسا نہیں کر رہے تھے۔ نیچے سے ٹارچ کے ذریعے اشارہ دیا جا رہا تھا، مگر اوپر سے کوئی جواب نہیں مل رہا تھا۔ یہی اس پلان کا سب سے کمزور لمحہ تھا۔ تانی بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ بم پھٹنے میں چند منٹ رہ گئے۔ اوپر سے کوئی ہلچل نہ ہوئی تو وہ سب تیزی سے اسٹیمر پر چڑھنے لگے۔ اب بم پھٹنے کا وقت منٹوں سے سیکنڈوں پر آ گیا تھا۔ اچانک اسٹیمر پر زوردار دھماکے ہونے لگے۔ چند دھماکوں کے بعد اسٹیمر میں آگ لگ گئی تو تانی نے ساحل کی طرف جانے کو کہا۔ یہ سب تیزی سے ساحل کی طرف گامزن ہو گئے۔ بدر نے فون نکالا اور ساحل پر اپنے لوگوں سے رابطہ کیا

''تم لوگوں نے دھماکے سنے ہیں؟''

''سنے تو ہیں، یہ کیا ہوا ہے؟'' دوسری طرف سے پوچھا گیا

''میں آ کر بتاتا ہوں۔ وہ ساحل پر جو لوگ تھے، ان کی کیا پوزیشن ہے؟'' بدر نے پوچھا تو دوسری طرف سے بتایا گیا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''وہ ابھی تک وہیں ہیں۔''

''اگر ان پر قابو پا سکتے ہو تو ٹھیک ورنہ ختم کر دو انہیں۔'' بدر نے کہا اور فون بند کر دیا۔ تبھی تانی نے اونچی آواز میں کہا

''شاید سالار بچ گیا، ایک بوٹ تیزی سے واپس آ رہی ہے۔''

''یقیناً وہ اسٹیمر پر نہیں گیا تھا۔ چلو جلدی سے ساحل پر پہنچو۔'' بدر نے کہا تو جسپال بھی اٹھ بیٹھا۔ وہ اب تک صرف تماشا دیکھ رہا تھا۔ بدر نے ساحل سے رابطہ کر لیا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ سالار کے آدمیوں سے کافی دور ساحل پر آ گئے۔ موٹر بوٹ سے اترتے ہی وہ انتہائی تیزی سے اس طرف آ گئے جہاں سالار کے لوگ تھے۔

وہ سب گھات لگائے سالار کا انتظار کر رہے تھے۔ کچھ ہی دیر بعد ان کی بوٹ ساحل پر آ لگی۔ ایک پنسل ٹارچ کی محدود روشنی میں وہ اپنی گاڑیوں کی طرف آ رہے تھے۔ وہ فون پر اونچی آواز میں کسی کو انتہائی غصے میں ہدایات دے رہا تھا۔ ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں یہی سمجھ آ رہی تھی کہ وہ بندوں کی تلاش کرنے اور انہیں قابو میں کرنے کا کہہ رہا تھا۔ جیسے ہی وہ اپنی گاڑی کے قریب آیا۔ ہر طرف سے کئی ٹارچیں روشن ہو گئیں۔ وہ روشنی میں تنہا یا درمیان میں کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دو فائر ہوئے اور اس کی گاڑیوں کے ٹائر برسٹ ہو گئے۔

''سر پر ہاتھ رکھ کر نیچے بیٹھ جاؤ سالار، ورنہ ایسا ہی تمہارے ساتھ کریں گے، جیسا تیری گاڑیوں کے ساتھ ہوا۔'' تانی نے کہا تو سالار نے آواز کی سمت دیکھا اور سر پر ہاتھ رکھ لئے۔ اس کے ساتھی بھی بیٹھ گئے۔ اگلے ہی لمحے تانی اور جسپال آگے بڑھے اور ان کی تلاشی لی۔ سالار کی جیکٹ سے دو پسٹل نکلے۔ اس کے ساتھیوں کے پاس سے جو اسلحہ ملا۔ وہ اکٹھا کر کے ایک گاڑی میں رکھ دیا۔ تبھی بدر آگے بڑھا اور سالار کے سامنے جا کر بولا

''اب بتاؤ سالار، مرنے سے پہلے کا نشہ کیسا ہوتا ہے؟''

''تم نے مجھے دھوکے سے پکڑا اور.....'' اس نے کہنا چاہا تو بدر نے کہا

''تمہارے منہ سے یہ بات نہیں جچتی سالار۔ تم نے ہمارے لئے جو جال بچھایا تھا، اسی میں پھنس گئے تو یہ دھوکا ہو گیا؟ یہ اسٹیمر کس کا ہے؟ ہم نے خود ساری معلومات تم تک پہنچائی اور تم ہمیں جال میں پھانسنے کے لئے، ہمارے ہی جال میں آتے چلے گئے، اور اب کسی چوہے کی مانند یہاں پڑے ہو۔'' تانی نے حقارت آمیز لہجے میں کہا

''میں نے تو بدر سے ڈیل کی تھی، اپنا پیسہ لو اور گولڈ مجھے دو، بس۔'' سالار نے کہا تو بدر بولا

''اور اس کے بعد.....'' یہ کہہ کر وہ چند لمحوں کے لئے خاموش ہو گیا، جب سالار نے کوئی جواب نہیں دیا تو بولا، ''اس کے بعد تم مجھے مار دیتے، اور گولڈ تمہارا ہو جاتا۔ یہ اچھا ہوا کہ تم پھنس گئے۔ ورنہ مجھے زیادہ محنت کرنا پڑتی۔ مجھے میرے ساتھیوں کے سامنے مشکوک ہونا پڑا۔ بولو، کس سے ڈیل ہوئی ہے تمہاری؟'' یہ کہہ کر اس نے زوردار گھونسہ اس کے منہ پر دے مارا۔

''اگر مجھے یہاں سے جانے دو تو میں ساری بات بتا دیتا ہوں۔'' سالار نے کہا

''بولو۔'' بدر نے تیزی سے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تو سنو۔! مہرل شاہ اور مہر سکندر کے قتل کا بدلہ تم سے اس لئے نہیں لیا گیا کہ کچھ بیرونی طاقتوں نے انہیں روک دیا۔ کچھ سیاست دان ہیں جو ان کے لئے کام کر رہے ہیں۔ گولڈ کا تو بہانہ تھا۔ اصل میں وہ تم اور تمہارے ساتھیوں تک پہنچنا چاہ رہے ہیں۔ ان کا کوئی کام یہاں نہیں ہو پا رہا ہے اور اب وہ تم لوگوں تک پہنچ چکے ہیں۔''

''کون ہیں وہ لوگ؟'' بدر نے پوچھا

''بھارت سے تعلق رکھتے ہیں اور دوبئی میں ان کا نیٹ ورک ہے۔ وہ زیادہ تر سیاست دانوں میں کام کر رہے ہیں۔'' سالار نے کہا تو اچانک جسپال نے اونچی آواز میں بولا

''بدر، زیادہ باتیں نہیں کرو۔ نکلو یہاں سے، ہم اب بھی محفوظ نہیں۔ وہ لوگ ہمیں گھیر سکتے ہیں۔''

''تمہارا یہ بندہ بہت سمجھدار ہے۔ لیکن ایسی سمجھداری کی کیا اوقات، جو بعد میں آئے۔ تم لوگ اب تک گھیرے جا چکے ہو۔ میں نے پہلے ہی ہر طرح سے تم لوگوں کا بندوبست کر دیا تھا۔'' یہ کہہ کر سالار نے زوردار قہقہہ لگایا۔ اسی لمحے تانی نے اپنا پسٹل سیدھا کیا اور سالار کے سر کا نشانہ لے کر فائر کر دیا۔ اسی کے ساتھ ہر طرف سے فائرنگ ہوئی اور درمیان میں کھڑا سالار کا ہر بندہ گرتا چلا گیا۔

جسپال کا شک درست تھا۔ وہ لوگ جو انہیں گھیرنے والے تھے، ان سے کچھ فاصلے پر ہی تھے۔ اسنیئر کے تباہ ہوتے ہی وہ لوگ حرکت میں آ چکے تھے۔ گڈانی کا علاقہ ان کے لئے جال ثابت ہو سکتا تھا۔ اب یہاں سے نکلنا ہی ان کے لئے سب سے اہم مسئلہ تھا۔ اسی علاقے میں تانی کے ساتھ منسلک کچھ لوگ تھے، جو یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ انہوں یہ اطلاع تانی کو دے دی تھی۔ یہ اطلاع پاتے ہی انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

''بولو۔! کیا کرنا ہے اب، نکل چلیں یا ان کا مقابلہ کرنا ہے۔'' تانی نے پوچھا

''یہ فیصلہ تم نے کرنا ہے۔'' جسپال نے کہا تو اس نے اگلے ہی لمحے کہا

''چلو۔! نکلتے ہیں۔ خواہ مخواہ الجھنے کی ضرورت نہیں۔ بعد میں دیکھتے ہیں۔''

انہوں نے پلان طے کیا اور واپس سمندر کی جانب چل پڑے۔ وہ زمینی راستے کی بجائے سمندری ساحل کے ساتھ کراچی کی طرف جانا چاہتے تھے۔ وہ تینوں موٹر بوٹ میں بیٹھے تو ان کے ساتھی گاڑیاں وہاں چھوڑ کر اندھیرے میں نکل گئے۔

گہرا اندھیرا، نم دار تیز ہوا اور ساحل کے ساتھ سفر کرتے کرتے وہ کافی دور نکل آئے تھے۔ ان کے درمیان خاموشی تھی۔ ان کی ساری توجہ وہاں سے نکل جانے میں تھی۔ رات کا تیسرا پہر ختم ہونے کو تھا جب وہ ایک ویران علاقے میں آ کر رکے اور ساحل کے ساتھ بوٹ روک دی گئی۔ وہ بوٹ سے اتر کر خشک جگہ آ گئے۔ سامنے مٹی اور سرکنڈوں سے بنی جھونپڑیاں تھیں۔ وہ اس جانب بڑھ گئے۔ وہاں ہر جانب خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ وہ محتاط انداز میں آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ اچانک ان کے سامنے دو لڑکے آ کر رک گئے۔ وہ بدر کے آدمی ہی تھے۔ انہیں پہچان کر بدر بولا

''ہاں کہو، کیسی صورت حال ہے یہاں؟''

''ٹھیک ہے بھائی، اگر ابھی نکلنا ہے تو ایک چھوٹی گاڑی حاضر ہے، صبح تک تو بہت کچھ بندوبست ہو سکتا ہے۔'' ایک لڑکے نے آہستہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آواز میں کہا تو بدر نے پوچھا

''دیکھتے ہیں کیا کرنا ہے، تم بتاؤ، یہاں ارد گرد کوئی ایسے لوگ جو اجنبی ہوں، یا ایسا ماحول جس میں کوئی مشکوک .....''

''تھے ایسے لوگ، اور وہ اب بھی ہیں۔ کافی ہلچل ہے ماحول میں بھائی۔''

''کتنے لوگ ہوں گے وہ سب؟'' بدر نے پوچھا

''آپ ابھی ان کے بارے میں مت سوچیں۔ ماحول کافی سخت ہے، پولیس بھی ہے اُن کے ساتھ۔ اب پتہ نہیں وہ جعلی پولیس ہے یا.....'' اسی لڑکے نے کہتے ہوئے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

''یہاں کوئی جگہ ہے کچھ دیر تک رہنے کے لئے؟'' بدر نے پوچھا

''بہت، آپ آئیں تو سہی۔'' اسی لڑکے نے کہا تو وہ ان کے ساتھ چل دیئے۔ وہ لڑکے انہیں ایک جھونپڑی میں لے گئے، جہاں زمین پر دری نما کوئی چیز بچھی ہوئی تھی۔ وہ اس پر بیٹھ گئے تو وہ لڑکا بھنی ہوئی مچھلی کے ساتھ تنوری روٹیاں لے آیا۔ وہ برتن ان کے سامنے رکھتے ہوئے بولا

''ہیں تو یہ ٹھنڈی۔ اگر کہیں تو گرم کرلاتا ہوں۔ ویسے کچھ دیر بعد گرما گرم چائے ضرور مل جائے گی۔''

''چل لا یار، یہ پیٹ کا دوزخ تو بھریں۔'' جسپال نے کہا اور روٹیاں اپنے آگے رکھ لیں۔ جب تک انہوں نے کھانا کھایا، وہ لڑکا چائے لے آیا۔ وہ تینوں پینے لگے تو وہ لڑکا باہر چلا گیا۔ تانی کو وہ چائے اچھی نہیں لگی تھی اس لئے اس وہ پیالی ویسے ہی رہنے دی۔ وہ چائے پی کر تھوڑا تازہ دم ہوئے تو تانی نے لمبا لیٹتے ہوئے پوچھا

''بدر۔! تمہارا فون کام کررہا ہے یہاں؟''

''ہاں کررہا ہے۔ کیوں؟''

''میرا خیال ہے کہ یہ جو ہمارے ارد گرد ماحول بنا ہوا ہے اسے ختم نہ کردیں؟'' تانی نے عجیب سے لہجے میں کہا تو بدر نے پوچھا

''تم کہنا کیا چاہ رہی ہو؟''

''یہی کہ جو لوگ ہمیں پکڑنا چاہتے ہیں، انہی پر وار کردیں۔'' اس نے سکون سے کہا تو جسپال تیزی سے بولا

''نہیں، میں تمہاری بات سے اتفاق نہیں کرتا، ہمیں بہر حال یہاں سے نکلنا ہے۔ اب یہاں کے معاملات بدر خود جانے۔ ہمارا کام ختم ہوگیا ہے۔''

''مجھے اب نئے سرے سے سارا سیٹ اپ کرنا پڑے گا۔ میں مانتا ہوں کہ میں روہی والوں کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوسکتا۔''

''بس ٹھیک ہے۔ تو پھر فون کرو، ہمارے لئے پہلی فلائیٹ سے ٹکٹیں بک کروالو۔ ہمیں بھی اب نور نگر ہی جانا ہے۔''

''تو نکلیں پھر؟'' بدر نے ایک دم سے کہا تو وہ دونوں اٹھ گئے۔ کچھ ہی دیر بعد وہ ایک چھوٹی کار سے کراچی شہر کی طرف گامزن تھے۔ صبح کا نور چاروں جانب پھیل گیا تھا، جب وہ واپس بنگلے میں پہنچ گئے۔

☆.....☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اندھیرا کافی گہرا تھا۔ ہر طرف سکون تھا۔ شام ہوتے ہی کرنل سرفراز کہیں چلے گئے تھے۔ میں کافی دیر تک کاریڈور میں بیٹھا ان کی باتوں کے بارے میں سوچتا رہا تھا۔ ان کی یہ بات کہ انسان کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ اس میں محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ خیال بہت ہی پرکشش تھا اور اسی کی وجہ سے مجھے سوچنے کے لئے کافی راستے مل گئے تھے۔ ڈنر پر ان سے ملاقات نہیں ہوئی۔ میں اکیلا ہی تھا۔ ڈنر کے بعد میں اپنے کمرے میں چلا گیا اور کرنل کی باتوں پر سوچتا رہا۔ مجھے ان باتوں کے سوچنے پر مزہ آ رہا تھا۔ یہ ذہنی مشقت مجھے خود اچھی لگ رہی تھی۔ میں بیڈ پر پڑا سوچتا رہا اور پھر نجانے میری کب آنکھ لگ گئی۔ میری آنکھ کھلی تو میں اٹھ کر کھڑکی میں چلا گیا۔ باہر گہرا اندھیرا اور سناٹا تھا۔ مجھے یوں لگا جیسے کافی دور کہیں کوئی گاڑی رکی ہے۔ میں نے پہلے تو اسے اپنا وہم خیال کیا، پھر یہ سوچا کہ شاید کرنل واپس آیا ہو۔

چند لمحے یونہی خاموشی کی نذر ہو گئے۔ اچانک اس گہرے سناٹے کو کتوں کی آواز نے چیر کر رکھ دیا۔ وہ بری طرح بھونکے تھے۔ اس کے ساتھ ہی فائر ہوا جس نے فضا میں سنسنی بھر دی۔ کتے مسلسل بھونک رہے تھے۔ میرے اندر اچانک ہی جولانی بھر گئی۔ میرے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا، جسے ہاتھ میں لے کر باہر نکلتا۔ مگر ایسا بھی نہیں تھا کہ میں وہاں بیٹھا رہتا۔ میں کمرے سے نکل ہی رہا تھا کہ ایک ملازم تیزی سے اندر آیا۔ مجھ پر نگاہ پڑتے ہی بولا

''کچھ لوگوں نے فارم ہاؤس پر چڑھائی کر دی ہے۔ وہ کون ہیں اس بارے میں نہیں معلوم، مگر باہر کچھ مشکوک لوگ ہیں۔''

''کتنے لوگ ہیں وہ؟'' میں نے پوچھا

''یہ ابھی مجھے نہیں پتہ، مگر وہ دو گاڑیوں پر ہیں اور اندر آنے کی کوشش میں ہیں۔ ان کے بارے پتہ چل جاتا ہے ابھی۔'' اس نے تیزی ہی میں بتایا تو مجھے ایک دم سے خیال آیا۔ تب میں نے پوچھا

''یہ سب تمہیں کیسے پتہ اور ان کے بارے کیسے معلوم ہو جائے گا؟''

''آئیں، میں آپ کو بتاتا ہوں۔'' اس نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ میں اس کے پیچھے پیچھے جانے لگا۔ کتے مسلسل بھونک رہے تھے۔ دو تین راہداریاں مڑنے کے بعد وہ ایک کمرے میں لے گیا۔ وہ فارم ہاؤس کا کنٹرول روم تھا۔ اس میں چھ اسکرین لگے ہوئے تھے، جن میں مختلف مناظر دکھائی دے رہے تھے۔ ان میں دو اسکرین ایسے تھے، جن میں فارم ہاؤس کے باہر کے مناظر تھے۔ وہاں اچھی خاصی ہلچل تھی۔ فور وہیل جیپوں کے آگے چند لوگ متحرک تھے۔ وہ اندر داخل ہونے کی کوشش میں تھے۔ شاید وہ کتوں کی وجہ سے ابھی تک اندر داخل نہیں ہو پائے تھے۔ میں نے سارا ماحول سمجھا اور پھر اسی ملازم سے پوچھا

''یہاں پر اپنے بندے کتنے ہیں اور ہتھیار کہاں ہیں۔''

''ہم یہاں پر صرف چار بندے ہیں۔ تین ہم اور ایک بندہ باہر گیٹ والے کمرے میں ہے۔'' اس نے بتایا تو میں نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا

''تم فکر نہ کرو۔ مجھے ہتھیار لا کر دو، باقی میں دیکھتا ہوں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میرے یوں کہنے پر وہ مڑا اور اس نے دیوار میں لگی ایک الماری کے لوہے کے پٹ کھولے۔ اندر پڑا جدید اسلحہ دیکھ کر میں خوش ہو گیا۔ میں نے اپنی پسند کا پسٹل لیا۔ فالتو راونڈ اٹھائے اور باہر کی جانب جانے لگا تو ملازم نے کہا

''سر۔! آپ کو اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ویسے آپ باہر جائیں کوئی بات نہیں لیکن انہیں فارم ہاؤس کے اندر ضرور آنے دیں۔ پھر آپ دیکھیں ان کے ساتھ ہوتا کیا ہے۔''

''کیا مطلب، تم کہنا کیا چاہ رہے ہو۔''

''سر۔! یہ جو کنٹرول روم میں بندہ بیٹھا ہے، یہ سب دیکھ لے گا۔'' اس نے کہا تو مجھے اس کی بات سمجھ میں نہیں آئی، میں اس کی بات سنی ان سنی کرتا ہوا باہر نکل گیا۔

باہر ملگجی روشنی تھی، جس میں صاف دیکھا جا سکتا تھا۔ ویسے بھی مجھے ان کی لوکیشن کے بارے میں اندازہ تھا اور دوسرا کتے ان کی سمت بارے نشاندہی کر رہے تھے۔ میں کاریڈور کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ کتے بڑی زور سے بھونکنے لگے تھے۔ مجھے یہ احساس تھا کہ اگر کتوں کو خاموش کرایا تو باہر آنے والے لوگ الرٹ ہو جائیں گے۔ اور ایسا نہ کیا تو وہ باہر والے لوگوں کی گولی کا شکار ہو سکتے ہیں۔ سو میں دم سادھے دیکھتا رہا۔ مجھ سے تقریباً سو قدم کے فاصلے پر ایک آدمی دیوار پر چڑھا اور اندر کود گیا۔ وہ چند لمحے رُکا رہا، پھر سر اٹھایا۔ اس نے باہر کچھ پھینکا، جس کے چند لمحے بعد دو آدمی اندر آ گئے۔ اس کے ساتھ ہی تین اور آ گئے۔ وہ چھ تھے۔ ایک دوسرے کو کور دیتے ہوئے وہ آگے بڑھنے لگے۔ وہ کافی حد تک پھیلے ہوئے تھے۔ کتے وہاں سے بھاگ کے دوسری جانب چلے گئے تھے اور وہ وہیں کھڑے ان پر بھونک رہے تھے۔ اچانک ان میں سے ایک آدمی رُکا اور دوسروں کو رُک جانے کا اشارہ کیا۔ وہ شاید اندر کی سُن گن لینا چاہتا تھا۔ وہ چند لمحے کھڑا رہا، پھر جیسے ہی وہ اندر کی جانب آگے بڑھا اور میں نے فائر کرنے کے لئے پسٹل سیدھا ہی کیا تھا اچانک سرخ رنگ کی شعاعیں ان کی جانب بڑھیں۔ انہیں جیسے کرنٹ لگ گیا تھا۔ انہیں اپنا ہوش ہی نہیں رہا اور پہلے ہی ہلے میں تین گر گئے۔ دوسرے ابھی چھپنے کی جگہ تلاش کر رہے تھے کہ میں یکے بعد دیگرے ان پر فائر کرتا رہا۔ لیکن شعاعیں پہلے ہی اپنا کام دکھا چکی تھیں۔ میں سمجھ گیا کہ ملازم کیا کہہ رہا تھا۔ ان میں سے ایک واپس مڑا اور دیوار کود کر باہر جانا چاہتا تھا کہ میرے نشانے کا شکار ہو گیا۔

ایک دم سے سناٹا طاری ہو گیا تھا۔ کوئی کراہ بھی نہیں رہا تھا۔ میں نے اپنی جگہ تبدیل کر لی تھی اور کاریڈور کے دوسرے سرے پر چلا گیا تھا۔ پھر وہی ہوا جس کا مجھے سو فیصدی یقین تھا۔ اچانک دو آدمی اٹھے اور فائر کرتے ہوئے کاریڈور کی جانب بھاگے۔ وہ سامنے سے فائر نہیں ہونے دینا چاہتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ کاریڈور کی سیڑھیوں تک آ گئے۔ شعاعیں پھر نکلیں۔ مگر وہ اس کے اثر میں نہیں آئے تھے۔ میں نے ان کے نچلے دھڑ کا نشانہ لیا اور فائر کرنا شروع کر دیا۔ وہ وہیں پر ڈھیر ہو گئے۔ اچانک میرے سر کے اوپر سے ایک راکٹ فائر ہوا۔ وہ کسی نے چھت پر سے چلایا تھا۔ اگلے ہی لمحے باہر کھڑی گاڑی دھماکے سے پھٹ گئی۔ میں نے لمحہ بھر کی تیز روشنی میں ان بندوں کے بارے میں اندازہ کر لیا کہ کون کدھر ہے۔ دھماکے کے فوراً بعد ایک اور راکٹ چلایا گیا اور دوسری گاڑی بھی دھماکے سے تباہ ہو گئی۔ تبھی اندر سے ایک ملازم باہر آیا، اس کے ہاتھ میں گن تھی۔ اس نے باہر آتے ہی کاریڈور میں سوئچ آن کر دیا۔ باہر لان میں دور تک روشنی ہو گئی۔ وہ چھ کے چھ وہیں پڑے دکھائی دیئے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''وہ جو باہر ملازم تھا، اس کا کیا ہوا، اسے دیکھو۔''

''وہ محفوظ ہے اور رابطے میں ہے۔ وہ باہر والے اُس کمرے میں ہے۔'' اس نے گیٹ کے ساتھ بنے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جس پر میں سر ہلا کر رہ گیا۔ تب اس نے کہا ''انہیں اٹھائیں، یا یہیں پڑا رہنے دیں؟''

''دیکھیں تو سہی یہ کون ہیں؟'' میں نے صلاح دی تو وہ محتاط انداز میں آگے بڑھا۔ میں اس کے کور پر تھا۔ اتنے میں باہر والے کمرے سے بھی ملازم آ گیا۔ ان میں سے دو لوگ مر چکے تھے۔ جیسے ہی میری نگاہ کاریڈور کے ساتھ پڑے تین بندوں میں سے ایک پر پڑی تو میں چونک گیا۔ یہ وہی تھا، جس نے مجھے چند دن پہلے اغوا کیا تھا اور جس کی وجہ سے میں یہاں پر تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ میری تلاش میں ادھر آیا تھا۔ اس نے مجھے نظر انداز نہیں کیا تھا۔ میں نے ملازم سے اسے اٹھانے کو کہا۔ وہ بے ہوش تھا اور اس کا خون کافی حد تک بہہ گیا تھا۔ ایک ملازم نے اسے کاریڈور کے فرش پر لٹا دیا تھا۔

دو ملازموں نے مرے ہوؤں کو الگ کیا اور باقی تین باہر والے کمرے میں لے گئے۔ وہ میرے سامنے بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ میں نے پانی اس کے منہ پر مارا تو وہ کراہ کر رہ گیا۔ میں نے اسے ہوش دلانے کے لئے اس کا منہ پکڑا، تب اس نے آنکھیں کھول دیں۔ وہ میری جانب خوف زدہ نگاہوں سے دیکھتا رہا، پھر اٹکتے ہوئے بولا

''میں..... میں..... نے مان..... لیا..... تم خط..... طرناک..... ہو۔ بہت تلاش..... کیا میں نے..... تمہیں اور..... اب۔'' تکلیف کے باعث اس سے بولا نہیں جا رہا تھا۔

''یہ تو مجھے معلوم ہے کہ تم بھارتی ہو اور تمہیں میرے قتل کے لئے بھیجا گیا ہے۔ کس نے بھیجا ہے تمہیں یہاں تک؟''

''میں..... بھیجا..... نہیں گیا..... مجھے بلوایا..... گیا ہے۔ شاہنواز..... کا پورا ایک گروہ ہے..... جو ہمارے ساتھ کام کرتا ہے۔ تت..... تیرے علاقے میں ہمارا..... پورا نیٹ ورک..... چل رہا ہے۔ اس کی حفاظت..... تو ہم نے کرنی..... ہے نا۔'' یہ لفظ اس نے بہت مشکل سے کہے تھے۔ اس کے ساتھ ہی ہچکیاں لینے لگا۔ میں نے پانی اس کے حلق میں انڈیلا ہی تھا کہ باہر کافی ساری گاڑیاں آن رکیں۔ ملازم تیزی سے باہر کی جانب لپکا۔ اگلے چند لمحوں میں کرنل سرفراز کے ساتھ کئی دوسرے لوگ بھی آ گئے۔ وہ لوگ آتے ہی ان لوگوں کو اٹھانے لگے۔ میرے سامنے پڑا نوجوان میری جانب حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

''کیا چاہتے ہو؟'' میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا تو وہ بولا

''تم مجھے..... اپنے ہاتھوں سے..... مار دو۔ میں قید..... ہونا نہیں چاہتا۔''

''نہیں، تجھے کوئی بھی نہیں مارے گا۔ تم اگر علاج سے زندہ بچ گئے تو میں تم سے ملوں گا۔ جاؤ اب۔'' میں نے کہا اور وہاں سے پلٹ کر اندر کی جانب چلا گیا۔

میں چاہتا تھا کہ کرنل مجھ سے کوئی بات کریں، مگر وہ عجلت میں تھے۔ فوراً ہی واپس چلے گئے۔ میں آدھی رات گذر جانے کے بعد بھی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یونہی جاگتا رہا۔ میرے حواس ہی نہیں، میرا اندر بھی جاگ گیا تھا۔ مجھے نیند نہیں آ رہی تھی۔ میں یونہی ساری رات بیٹھا سوچتا رہا۔

اس وقت صبح کی نیلگوں روشنی ہر جانب پھیل گئی تھی، جب کرنل واپس آیا۔ جیسے ہی وہ میرے پاس آ کر بیٹھا۔ اس کے پیچھے ہی ملازم دو کپ چائے لے کے آ گیا۔ اس نے ہمارے درمیان کپ رکھے اور واپس مڑ گیا۔ تبھی وہ بولا

''وہ نوجوان جس کے حلق میں تم نے پانی ڈالا تھا، وہ رستے ہی میں مر گیا۔ اس کی لاش فی الحال میں نے سرد خانے میں رکھوا دی ہے، پھر بعد میں دیکھیں گے۔ ویسے میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔''

''جی کہیں۔'' میں نے تیزی سے کہا

''میں مانتا ہوں چاہے جتنا جدید حفاظتی نظام ہو، جب تک بندے میں دل اور جگر نہیں ہوتا۔ وہ جدید نظام بھی بے کار ہوتا ہے۔ مجھے خوشی ہوئی کہ تم نے سب سنبھال لیا۔ لیکن جب میں آیا تو تم دشمن سے اتنا پیار کیوں جتا رہے تھے؟''

''میں نے اس سے پیار نہیں کیا، بلکہ اس وقت وہ بے بس تھا۔ وہ چاہے دشمن تھا، لیکن بے بس انسان کے ساتھ اور میں کیا کرتا۔'' میں اپنی طرف سے بہت مناسب جواب دیا تھا

''تم پہلے بھی ایسے ہی تھے یا یہاں پر کسی بات کا اثر لیا ہے۔''

''شاید پہلے ہی سے تھا۔'' میں نے سوچتے ہوئے کہا تو وہ ایک دم سے ہنس دیا

''خوب۔! کسی کے اندر کچھ ہو تو ہی باہر آتا ہے۔ انسان خود اپنے اعمال سے بتا دیتا ہے کہ اسے مٹی کیسی لگی ہے۔ مٹی بھی حلال اور حرام ہوتی ہے اور حرام مٹی فقط منافق کو لگتی ہے۔ اس کے ساتھ پیار جتانا خود اپنے آپ کے ساتھ دھوکا ہے۔''

''یہ منافق کا پتہ کیسے چلتا ہے۔'' میں نے پوچھا

''منافق ہوتا ہی وہی ہے جس کے بارے میں تب پتہ چلے، جب وہ منافقت کر جاتا ہے۔ میں نے تئیس برس تک ایک ایسے بندے کو پالا جو خود کو انسان ثابت کرتا رہا۔ لیکن بعد میں جب وہ منافقت کر گیا تو پتہ چلا کہ اسے مٹی ہی حرام لگی ہوئی تھی۔ بابا جی بلھے شاہ سرکار نے ایسے ہی لوگوں کے لئے کہا ہے نا کتے تیتھوں اُتے۔''

''دوست اور دشمن کا پتہ اُسی وقت چلتا ہے۔ جب مشکل آن پڑے۔ ان کے بارے بندہ کلیئر ہو جاتا ہے کہ وہ کیسے ہیں۔ لیکن منافق کی منافقت کے بعد بھی بندہ نہ سنبھلے تو وہ خطا کھاتا ہے۔ وہ پھر نہیں سنبھل سکتا۔''

''میں آپ کی بات یاد رکھوں گا۔'' میں نے دل سے کہا تو وہ بولے

''آج تم نور نگر واپس جاؤ گے۔ پتہ نہیں آگے حالات کیا بنتے ہیں لیکن مجھے نجانے کیوں یہ احساس ہو رہا کہ تم لوٹ کر یہاں ضرور آؤ گے۔'' انہوں نے کچھ ایسے عجیب لہجے میں کہا کہ میں اندر سے بھیگ کر رہ گیا۔ اس لئے جلدی سے بولا

''یقین جانیں اگر نور نگر میں معاملات پھیلے نہ ہوتے تو میں یہیں رہ جاتا۔ بہت سکون ہے یہاں پر، میں یہیں رہنا پسند کرتا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''لیکن تمہارے مقدر میں سکون نہیں ہے اور نہ ہی اس کی خواہش کرنا۔ خیر۔! اب اٹھو، اور تیار ہو جاؤ۔ ڈرائیور تمہیں نورنگر چھوڑ آئے گا۔''

اس کے کہنے پر میں اٹھا تو وہ بھی اٹھ گیا۔ اس نے مجھے اپنے سینے سے لگایا تو ایک لمحے کے لئے مجھے وہ وقت یاد آ گیا، جب میں گوپے میں باباجی سے ملا تھا۔ ویسی ہی ٹھنڈک میرے اندر اتر گئی تھی۔ میں خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔ جیسے مجھے کائنات میں پھینک دیا گیا ہو اور میں بے وزن ہو گیا ہوں۔ چند لمحے یہی کیفیت رہی۔ جیسے ہی انہوں نے مجھے الگ کیا میں خود میں بہت بوجھ محسوس کرنے لگا تھا۔ مجھے اس تبدیلی کا پورا پورا احساس تھا۔ یہ کیا معمہ تھا، اس کی مجھے اس وقت سمجھ نہیں آئی تھی۔ تقریباً دو گھنٹے بعد جب میں وہاں سے نکلا تو بہت زیادہ پر جوش تھا۔ وہ دونوں کتے میرے ساتھ گاڑی میں میرے ساتھ نورنگر جا رہے تھے۔ جنہیں میں کتے کہہ رہا تھا۔ وہ منافقوں سے زیادہ اچھے تھے، انہیں میں کیسے بھول جاتا۔

☆.....☆.....☆

کیا آپ کتاب چھپوانے کے خواہش مند ہیں؟

اگر آپ شاعر/مصنف/مولف ہیں اور اپنی کتاب چھپوانے کے خواہش مند ہیں تو ملک کے معروف پبلشرز ''علم و عرفان پبلشرز'' کی خدمات حاصل کیجئے، جسے بہت سے شہرت یافتہ مصنفین اور شعراء کی کتب چھاپنے کا اعزاز حاصل ہے۔ خوبصورت دیدہ زیب ٹائٹل اور اغلاط سے پاک کمپوزنگ، معیاری کاغذ، اعلیٰ طباعت اور مناسب دام کے ساتھ ساتھ پاکستان بھر میں پھیلا کتب فروشی کا وسیع نیٹ ورک..... کتاب چھاپنے کے تمام مراحل کی مکمل نگرانی ادارے کی ذمہ داری ہے۔ آپ بس میٹر (مواد) دیجئے اور کتاب لیجئے.....

خواتین کے لیے سنہری موقع..... سب کام گھر بیٹھے آپ کی مرضی کے عین مطابق.....

ادارہ علم و عرفان پبلشرز ایک ایسا پبلشنگ ہاؤس ہے جو آپ کو ایک بہت مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے کیونکہ ادارہ ہذا پاکستان کے کئی ایک معروف شعراء/مصنفین کی کتب چھاپ رہا ہے جن میں سے چند نام یہ ہیں.....

عمیرہ احمد	ماہا ملک	فرحت اشتیاق	رخسانہ نگار عدنان	قیصرہ حیات	انجم انصار
نازیہ کنول نازی	نگہت عبداللہ	رفعت سراج	نبیلہ عزیز	نگہت سیما	میمونہ خورشید علی
اقراء صغیر احمد	ہاشم ندیم	طارق اسماعیل ساگر	ایم۔اے۔راحت	اعتبار ساجد	شیما مجید (تحقیق)
محی الدین نواب	علیم الحق حقی	امجد جاوید	جاوید چوہدری	ایس۔ایم۔ظفر	

مکمل اعتماد کے ساتھ رابطہ کیجئے۔ علم و عرفان پبلشرز، اُردو بازار لاہور ilmoirfanpublishers@yahoo.com

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سہ پہر کا سورج اپنی دھوپ سمیت بادلوں کے ساتھ آنکھ مچولی کھیل رہا تھا، جب تانی اور جسپال ،نور نگر کے قریب پہنچ گئے۔ دوپہر سے پہلے وہ بہاول پور ائیر پورٹ پر اترے تھے، جو انہیں ویران سا لگا تھا۔ شاید اس لئے بھی ویران لگا کہ وہ چھوٹا تھا اور بہت کم سواریاں اتریں تھیں۔ وہ ائیر پورٹ سے باہر آئے تو سامنے سرمد کھڑا مسکرا رہا تھا۔ اس کے پیچھے سیاہ رنگ کی فورونیل گاڑیاں کھڑی تھیں۔ وہ بہت تپاک سے ملا، وہ دونوں سے کچھ دیر باتیں کرتا رہا تھا۔ پھر اس نے اپنے ایک بندے کے ساتھ انہیں روانہ کر دیا۔ وہ جیسے ہی نور نگر کے قریب پہنچے تو ڈرائیور نے پوچھا

''اگر آپ کہیں تو نور نگر فون کر دیا جائے کہ ہم پہنچ گئے ہیں۔''

''تمہارے پاس نمبر ہے، اور کسے کرو گے فون؟'' جسپال نے مسکرا کر پوچھا تو ڈرائیور نے سنجیدگی سے کہا

''سردوہی کا مسلسل رابطہ ہے وہاں۔ اشفاق نامی ایک نوجوان ہے وہ۔ جمال کے بہت قریب ہے۔''

''تم گھر جانتے ہو؟'' تانی نے پوچھا

''میں پہلے کبھی نہیں گیا۔ لیکن پہنچ جاؤں گا۔'' اس نے جواب دیا۔ تانی محسوس کر رہی تھی کہ یہ کوئی ایسے سوال نہیں تھے جو پوچھیں جائیں، بس یونہی وہ خاموش رہ رہ کے اکتا چکی تھی، دوسرا شاید اس کے اندر خوشی تھی کہ وہ جمال کے پاس جا رہی ہے۔ جمال کے تصور کے ساتھ ہی اسے سونی کا خیال بھی آیا۔ ایک وہی تھی جو جمال کے حصول میں سب سے بڑی رکاوٹ تھی۔ پتہ نہیں مستقبل میں اس کے ساتھ کیسا رویہ اپنانا پڑے۔ اسے یہ معلوم تھا کہ سونی بھی اس وقت نور نگر میں ہے۔ تانی نے سوچ لیا تھا کہ وہ ہر ممکن حد تک سونی کے ساتھ اپنا رویہ اچھا ہی رکھے گی۔ دونوں کے تعلق میں سونی کا رویہ ہی بنیاد ثابت ہوگا۔ وہ انہی خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی کہ وہ نور نگر گاؤں کے داخلی راستے پر آ گئے۔ جہاں اشفاق عرف چھا کا اپنی ساتھ چند لوگوں کو لئے کھڑا تھا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روکا تو ڈرائیور نے جیپ روک دی۔ چھا کا آگے بڑھا اس نے ان تینوں پر نگاہ ڈالی، پھر مسکراتے ہوئے بولا

''تانی اور جسپال۔! میرے گاؤں نور نگر میں خوش آمدید۔ جی آیاں نوں۔''

''ہمیں پہچان لیا تم نے؟'' جسپال نے بھی مسکراتے ہوئے پوچھا

''دوستو کی خوشبو، دور ہی سے آ جاتی ہے۔ اور تم دونوں تو پھر اپنے ہو۔ آ جاؤ۔'' یہ کہہ کر وہ پلٹا اور اپنی بائیک پر جا بیٹھا۔ ڈرائیور نے جیپ اس کے پیچھے لگا دی۔ ان کے سفر کا اختتام جمال کے گھر کے سامنے ہوا۔ وہ جیپ سمیت اندر چلے گئے۔

جمال اور اس کی ماں سامنے ہی صحن میں نیم کے درخت تلے چارپائی پر بیٹھے تھے۔ انہیں دیکھ کر وہ اٹھا۔ پہلے اس نے جسپال کو سینے سے لگایا اور پھر تانی سے گلے ملا۔ جسپال نے آگے بڑھ کے اماں کے قدموں پر ہاتھ رکھ دیئے۔ ماں نے اسے کاندھوں سے پکڑ کر سیدھا کیا اور سر پر پیار دیتے ہوئے دعائیں دینے لگیں۔ تانی ماں سے گلے ملی اور پوچھا

''اماں جی، یہ سونی کدھر ہے؟''

''وہ ابھی کچھ دیر پہلے حویلی گئی ہے، ادھر کچھ لوگ آئے ہوئے ہیں۔ ان سے ملنا ضروری تھا۔ تم لوگ بیٹھو، میں تمہارے لئے کھانا لاتی ہوں۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہاں اماں یہ کام تو کرو۔ بہت بھول لگ رہی ہے۔'' جسپال نے کہا اور چارپائی پر پھیل گیا۔

''یہ سارہ بھی دکھائی نہیں دے رہی ہے۔'' تانی نے پوچھا

''وہ حویلی ہی میں رہتی ہے۔'' جمال نے کہا۔ پھر جو ان میں باتیں شروع ہوئیں تو ختم ہونے کو نہیں آ رہی تھیں۔ جمال نے کرنل سے ہونے والی باتوں کو گول کر دیا تھا۔ پتہ نہیں کیوں وہ یہ باتیں ساری دنیا سے چھپا لینا چاہتا تھا۔ اس نے جسپال کی روداد سنی۔ اس دوران کھانا بھی کھا لیا گیا۔ مغرب کے بعد تک سوہنی واپس نہیں پلٹی تو وہ سب حویلی کی طرف چل دیئے۔ اماں گھر پر رہی۔ کچھ دیر بعد وہ سارے حویلی کے ڈرائینگ روم میں جمع تھے۔ ایک طرف جمال، جسپال اور چھا کا بیٹھا ہوا تھا تو دوسری جانب سارہ، تانی اور سوہنی تھی۔ ان کے درمیان کھانے پینے کی بہت ساری نعمتیں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ باتوں میں مگن تھے۔ تبھی جسپال نے ایک نئی بات چھیڑی

''یار جمال۔! ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ہم کبھی ملیں گے اور اس طرح ایک چھت تلے اکھٹے ہوں گے۔ یہ رَبّ کی کیا مرضی ہے یار؟''

''وہ تم نے سنا نہیں ہے کہ بندہ ہی بندے کی دوا ہوتا ہے۔ میں اکیلا تھا۔ جنہیں اپنا دوست خیال کرتا تھا، وہ سب منافق نکلے۔ پر رَبّ کی اپنی مرضی ہے۔ میرے ساتھ ہر خیال کا بندہ آتا چلا گیا۔ میں جو خود کو بڑا کمزور سمجھتا تھا، آج بہت حوصلہ مند ہوں۔ میں نے یہ جان لیا ہے کہ وقتی شکست، ایک بہت بڑی فتح کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔ اگر نیت درست ہو۔'' جمال نے جواب دیا

''ہاں۔! یہ تو ہے۔ میرے خیال میں اب سکون چھا گیا ہے۔ دور دور تک تیرے دشمن نہیں ہیں۔ میں اب واپس کینیڈا چلا جاؤں۔ کیونکہ پھر وہیں سے انڈیا جا سکوں گا۔''

''کیوں، ہرپریت کی بہت یاد آ رہی ہے نا۔'' تانی نے کچھ ایسے کہا کہ سبھی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ تبھی جمال بولا

''جسپال، اگر تم جانا چاہو تو میں تمہیں روکوں گا نہیں۔ تم جاؤ، تمہارے بھی اپنے تیری راہ تک رہے ہیں۔ جہاں تک دشمنی ختم ہو جانے کی بات ہے، ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ پتہ ہی اب چلا ہے کہ دشمن اور دشمنی ہوتی کیا ہے۔ مجھے اپنی ذات کے لئے نہ پہلے کچھ چاہئے تھا اور اب چاہتا ہوں۔ جو انتقام میں نے، لینا تھا وہ لے لیا۔'' وہ کہہ چکا تو اس پر اچانک سوہنی نے کہا

''مایوس ہو گئے ہو جمال؟''

لہجہ اور انداز ایسا تھا کہ اس نے چونک کر سوہنی کی جانب دیکھا۔ کچھ دن پہلے وہ اس راہ سے دستبردار ہو جانے کا کہہ رہی تھی اور اب اس نے جس طرح یہ سوال کیا تھا اس سے یہی لگتا تھا کہ وہ نہیں چاہتی۔ یہ تضاد، کیوں؟ یہی سوال اس کے ذہن میں پھیل گیا۔

''یہ کیا کہہ رہی ہو سوہنی؟'' اس نے حیرت سے پوچھا تو وہ بڑے سکون سے بولی

''ضروری نہیں ہے کہ ہم بڑھ کر لوگوں کو اپنا دشمن بنائیں، ہمیں اپنا کام کرنا ہے، بہت کام کرنا ہے۔ ہم ساری دنیا کو ٹھیک نہیں کر سکتے تو نہ سہی لیکن اپنے آپ کو تو ٹھیک کر سکتے ہیں۔''

''میں سمجھا نہیں تم کہنا کیا چاہ رہی ہو۔'' جمال نے پوچھا تو وہ اسی سکون سے بولی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''ہمارے اپنے مقاصد ہیں۔ان کی راہ میں کوئی بھی آیا تو وہ ہمارا دشمن ہوگا۔ابھی ہم نے کیا کچھ نہیں کرنا، کیا تمہیں یاد نہیں تم نے میرے ساتھ کیا کیا وعدے کئے ہوئے ہیں۔کیا تم نہیں جانتے ہو کہ اس ملک میں انسانیت کے سب سے بڑے قاتل یہاں کے جاگیردار اور وڈیرے ہیں۔ اور اب ان کے ساتھ وہ نو دولتیئے بھی شامل ہو گئے ہیں، جو انہی غریب عوام کا لہو چوس کر اپنی تجوریاں بھر رہے ہیں؟ سارے کے سارے سیاست دانوں کا روپ دھار کر ایوانوں میں بیٹھ کر ان لوگوں کی قسمت کا فیصلہ کرتے ہیں۔کیا ہو رہا ہے اس عوام کے ساتھ؟ کبھی سوچا؟ سارا ملک شاید ہم ٹھیک نہ کر سکیں، مگر جہاں تک ہماری دسترس ہے، ہم ان کے لئے کچھ کریں گے، چاہے اس کا طریقہ کوئی بھی ہو۔ یہ جو ہمارے اردگرد لوگ ہیں، جو ہمارے اپنے ہیں، کیا ان کا ہم پر کوئی حق نہیں ہے۔شاید یہاں پر شاہ اتنا ظالم نہ ہو مگر شاہ کے مصاحب زیادہ ظالم ہیں۔''

سونی جس طرح جذباتی انداز میں یہ سب کہتی چلی جا رہی تھی، جمال کے ہونٹوں پر اسی طرح مسکراہٹ پھیلتی چلی جا رہی تھی۔ وہ اپنی بات کہہ چکی تو اس نے کہا

''جیسے تم کہو، میں تو پہلے ہی تم سے یہی کہتا تھا۔''

''تو پھر سنو۔! ہمارے سب سے بڑے دشمن وہ بے غیرت سیاست دان ہیں جو عوام کو بے شعور رکھے ہوئے ہیں۔عوام کو الف بے پڑھنے کی تو اجازت ہے لیکن شعور سے بے بہرہ کئے دے رہے ہیں۔ چند لوگوں کو خوش کرنے اور انہیں نوازنے والا کوئی بھی دستور ہو، ہم اسے نہیں مانتے۔یہیں اس علاقے کے سیاست دانوں سے آغاز کرنا ہوگا۔''

''ہو گیا۔'' جمال نے ایک دم سے کہا تو ماحول میں ایک دم سے سناٹا چھا گیا۔ یہ خاموشی کچھ طویل ہوئی تو سونی نے اس کی طرف دیکھا اور اٹھتے ہوئے بولی

''اب آپ چاہیں تو آرام کریں۔''

اس کے یوں کہنے سے سبھی اٹھ گئے۔جب سارے کمروں میں جا کر لیٹ گئے تو سونی نے جمال کو لیا اور گاؤں والے گھر میں آ گئی۔

☆.....☆.....☆

میں اور سونی چھت پر کھڑے دور اندھیرے میں گھور رہے تھے۔ میں اس سے پہلے آ گیا تھا۔کچھ دیر بعد وہ میرے ساتھ آ کر کھڑی ہو گئی، شاید میرے بولنے کا انتظار کر رہی تھی۔ میں نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا۔وہ میرے چہرے ہی پر دیکھ رہی تھی۔

''اتنی بڑی تبدیلی کی وجہ پوچھ سکتا ہوں سونی؟''

'' میں نے بہت سوچا ہے جمال، تم ٹھیک ہو اور میں غلط تھی۔زندگی کا تو کوئی بھروسہ نہیں ہے، ابھی ہے، ابھی نہیں ہوگی۔کون اس بارے حتمی بات کر سکتا ہے۔جس دن میں تمہیں ان راستوں سے لوٹ آنے کا کہہ رہی تھی، ضد کر رہی تھی تم سے، اس وقت مجھے ادراک نہیں تھا کہ سانپ تو سانپ ہی ہوتا ہے، اس کا بچہ بھی سانپ ہی ہوتا ہے۔''

''کہیں تم شاہ زیب کی بات تو نہیں کر رہی ہو؟'' میں نے تیزی سے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں وقاص پیرزادہ کی بات کر رہی ہوں۔ وہ محض دشمنوں ہی سے نہیں ملا، بلکہ اپنی قوت بڑھانے کے لئے اس نے نجانے کن کن لوگوں سے ساز باز کر لی ہے۔ اس کا پہلا ٹارگٹ میں ہوں۔ اب یہ مت سمجھنا کہ جب مجھ پر پڑی ہے تو میں تمہیں اس کے خلاف اکسا رہی ہوں۔ بلکہ.....''

''اصل بات بتاؤ، کہانیاں چھوڑو۔'' میں نے اکتا کر اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو وہ بولی

''یہ پیرزادہ وقاص اور چوہدری شاہنواز بہت عرصے سے گٹھ جوڑ کئے ہوئے ہیں۔ اس کا تمہیں علم ہی ہوگا۔ شاہنواز جب سے خفیہ والوں کے ہتھے چڑھا ہے، وقاص نے اپنا راستہ بدل لیا۔ وہ ایک طرف خود بھارتی لوگوں کی مدد کر رہا ہے تو دوسری جانب یہاں پر بھارتی لوگوں کا نیٹ ورک اس کے ساتھ ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ شاہ زیب اور ملک سجاد نے بھی اس کے ساتھ دوستی کر لی ہے۔''

''یہ کوئی نئی یا انوکھی بات نہیں ہے سونی، ایسا انہوں نے کرنا ہی تھا، لیکن تم ان کا ٹارگٹ کیسے ہو؟ یہ بتاؤ۔'' میں نے براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا تو ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد بولی

''میں نے تعلیم کے ذریعے لوگوں میں شعور پھیلانے کی مہم کا جیسے ہی آغاز کیا تو یہاں پر میری زبردست مخالفت ہوئی ہے۔ پہلے تو میں سمجھ ہی نہیں سکی۔ لیکن بعد میں مجھے پتہ چلا کہ پورے علاقے کے وہ شہ زور جو یہاں میلے میں میدان جیتتے رہے ہیں۔ وہ اب پیرزادہ وقاص کے ذاتی ملازم ہیں اور اسی کی ایماء پر یہاں کے بہت سارے لوگ بھی ایسی تعلیم کی مخالفت کر رہے ہیں، جو یہاں کے سرکردہ ہیں۔ وہ اس تعلیم کو مذہب کے خلاف کہہ رہے ہیں۔''

''تمہارے نصاب میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے، جس سے وہ.....'' میں نے پوچھا

''نہیں ایسی کوئی بات نہیں، بلکہ میں نے تو صرف ایک بات کو، بلکہ ایک آیت کریمہ کو سامنے رکھا ہے اور وہ ہے۔ تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ میرا سارا نصاب اسی بات پر ہے۔''

''تو پھر میں دیکھ لوں گا سب کو۔ ایک صرف ہمارا دین ہے جس میں عورت اور مرد دونوں کی تعلیم فرض قرار دی گئی ہے۔ جتنا حق کسی مرد کا ہے اتنا ہی کسی عورت کا حق بھی ہے۔ تم گھبراؤ مت، تیرا اور میرا دشمن ایک ہی ہے۔'' میں نے اسے حوصلہ دیا

''علاقے میں منفی پروپیگنڈا پھیل رہا ہے۔'' اس نے کہنا چاہا تو میں نے بتایا

''یہ منافق لوگوں کا ہتھیار ہے، انہیں سے بچنا ہے، لیکن جب سامنے حق آ جاتا ہے تو یہ لوگ کسی خارش زدہ چوہے کی مانند چھپ جاتے ہیں۔ حوصلہ اور اپنی نیت درست رکھو۔ رب تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔''

''اب مجھے حوصلہ آ گیا ہے جمال اور میں محسوس کر رہی ہوں کہ رب میرے ساتھ ہے۔'' اس نے جذب سے کہا تو میں اس کے چہرے پر دیکھتا رہ گیا، تبھی اس نے یوں کہا جیسے اسے یاد آ گیا ہو'' سارہ، اس کا بیٹا مراد اور رسسر یہاں پر ہیں۔ میں نے انہیں حویلی میں رکھا۔ ان کے بارے میں کیا ارادہ ہے۔''

''میں سمجھا نہیں، تم کہنا کیا چاہتی ہو؟'' میں نے واقعتاً کچھ نہ سمجھتے ہوئے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''وہ بہت بڑی دولت اپنے ساتھ لے کر آئی ہے۔ دو دن ہوئے وہ یہاں کے بارے باتیں پوچھتے رہی تھی۔ یہاں کا سارا سیٹ اپ اس نے دیکھا تو اس نے اپنی ساری دولت اس سیٹ اپ میں لگانے کے لئے میرے سامنے ڈھیر کر دی۔ اور اس نے یہیں رہنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔''

''نہیں۔! وہ دولت ہماری نہیں ہے۔ اور میرے خیال میں وہ یہاں رہ بھی نہیں سکے گی۔ خواہش اور فیصلے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ بس اس کی دل آزاری نہیں ہونی چاہئے۔ اسے بہت عزت اور احترام دینا۔'' میں نے اسے سمجھایا تو بولی

''جیسے تم کہو۔''

اس نے کہا تو ہم میں خاموشی چھا گئی۔ میں نے محسوس کیا کہ جیسے ایسے ہی تنہائی کے لمحوں میں وہ میرے ساتھ لگ کر سکون محسوس کیا کرتی تھی۔ آج اس نے میرے وجود کے لمس کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ مجھ سے فاصلے پر ہی کھڑی رہی۔ کچھ لمحے یونہی گذر گئے تو میں نے کہا

آؤ چلیں، مجھے چھاکے سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔'' میں نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ وہ بھی میرے پیچھے آ گئی۔ ہم دونوں چھت پر سے نیچے آ گئے۔

چھاکا باہر والے کمرے میں، میرا انتظار کر رہا تھا۔ وہ چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر میری جانب کروٹ لے لی، میں نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے پوچھا

''چھاکے، اپنے علاقے کی صورت حال کیا ہے؟ کچھ پتہ بھی ہے یا.....'' میں نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔ وہ چند لمحے خاموش رہا، پھر دھیرے سے بولا

''پتہ ہے، سب پتہ ہے، اگر شاہنواز پکڑا گیا ہے تو اس کے حواری کیا چپ بیٹھے ہوں گے۔ وہ پہلے سے زیادہ کام کر رہے ہیں۔ تمہارے خلاف اس قدر زہر اگلا جا رہا ہے کہ لوگ تم پر اعتماد ہی نہ کریں۔ اور اس وقت اس کا سب سے زیادہ فائدہ پیرزادہ وقاص لے رہا ہے۔''

''کیا کر رہا ہے وہ؟'' میں نے پوچھا

''چوہدری شاہ دین اور چوہدری شاہ نواز کو وہ اس علاقے کا نجات دہندہ بنا کر پیش کر رہا ہے اور تجھے، ڈاکو، جو عزت دار لوگوں سے ان کی حیثیت چھین رہا ہے۔ قاتل، چور اور ڈاکو، جو اس علاقے پر غنڈہ گردی سے حکومت کرنا چاہتا ہے۔ اور بس۔'' یہ کہتے ہوئے اس کا لہجہ بڑا عجیب ہو رہا تھا، جیسے یہ سب کہتے ہوئے اسے بہت دکھ ہو رہا ہو۔

''یہ تو ہوتا ہی ہے، مخالف پھول برسانے سے تو رہے، وہ تو آگ ہی اگلیں گے۔ خیر تم اس کو اپنے ذہن پر مت سوار کرنا۔'' میں نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا تو وہ بولا

''ایک اور بڑا کھیل دکھا رہا ہے وہ۔ ایک پیر صاحب نجانے کہاں سے لایا ہے، وہ لوگوں میں عجیب باتیں کر رہا ہے۔ انہیں خوف زدہ کر کے نجانے کس دین کی تبلیغ کر رہا ہے۔'' وہ میری طرف دیکھ کر بولا تو میں ہنس دیا۔

''ایسا ہوتا ہے، ہمارے ہاں ابھی بہت سارے لوگ ضعیف العتقاد ہیں۔ ایسے لوگوں کی باتوں میں زیادہ آ جاتے ہیں۔ کہا نا تم فکر نہ کرو۔ رب تعالیٰ بہتر کرے گا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تم آ گئے ہو نا۔ یہ بات انہیں معلوم ہو گئی ہو گی ،اور تم بچ جانا، وہ سیدھے سبھاؤ تم سے مقابلہ نہیں کریں گے بلکہ کوئی سازش بنائیں گے، دھیان رکھنا۔''اس نے تیزی سے یوں کہا جیسے یہ بات اسے ابھی یاد آئی ہو۔ میں چند لمحے سوچتا رہا پھر اسے سو جانے کا کہہ کر باہر والے کمرے سے اندر آ گیا۔ میں نے سوچ لیا تھا کہ اب ان کے ساتھ کیا کرنا ہے۔

اگلی صبح میں ،جسپال اور تانی ڈیرے پر چلے گئے۔ بھیدے نے پہلے سے کہیں زیادہ مویشی پال لئے تھے۔ چھا کا اس کے ساتھ کاروبار کرنے لگا تھا۔ ہم وہاں دھری ہوئی چارپائیوں پر جا کر بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ میں بھیدے سے وہاں کا حال احوال لے رہا تھا کہ باہر گیٹ پر ایک کار آ کر رکی۔ چند لمحوں بعد علاقے کے وہ معززین اندر آ گئے جو ہر سال میلہ منعقد کرواتے تھے۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ وہ میرے پاس یوں آئے تھے۔ میں نے انہیں احترام سے بٹھایا اور تپاک سے ملا۔ وہ سات لوگ تھے۔ بھیدے کو مزید چارپائیاں نکال کر لانا پڑیں۔ وہ سب بیٹھ گئے، حال احوال بھی ہو گیا تو ان میں سے ایک بزرگ نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔

''بیٹا۔! ہم سب علاقے کے بزرگ تیرے پاس خود چل کر آئے ہیں۔ تم سے ایک درخواست کرنا تھی، اگر تم قبول کرلو تو۔''

''آپ کیسی بات کر رہے ہیں، آپ اپنے آپ کو میرا بزرگ بھی کہہ رہے ہیں اور ایسی بات بھی، میں سمجھا نہیں یہ کیا ہے؟''میں نے الجھتے ہوئے کہا

''دیکھو۔! نجانے کب سے ہر سال مسافر شاہ کے میدان میں میلہ لگتا آ رہا ہے۔ لیکن پچھلے سال نہیں لگا۔ اس کی وجہ تم بھی جانتے ہو۔ اسی وجہ سے درخواست کرنا پڑ رہی ہے۔''اس بزرگ نے اپنا لہجہ حد درجہ مودبانہ بناتے ہوئے کہا تو مجھے بڑا عجیب لگا۔ ایک طرح سے میں بات تو سمجھ گیا تھا لیکن ان سے پوری بات کہلوانے کے لئے میں نے کہا

''میں اب بھی نہیں سمجھا کہ آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں اور میں بھی نہیں جانتا کہ پچھلے برس میلہ کیوں نہیں لگا تھا۔''

''تم ہی تھے بیٹے، جس کی فائرنگ نے میلہ اُجاڑ دیا تھا۔ پتہ ہے چار بندے مرے تھے پیرزادہ وقاص کے اور زخمی ہونے والوں کی تعداد تو اب یاد بھی نہیں ہے۔ سارے تم سے ڈرتے ہیں، اور پھر اس میں ناچنے والی وہ لڑکی تیرے گھر آ گئی، جس کی وجہ سے چوہدری شاہ دین کے ساتھ تمہاری مخالفت چلی، ایسے میں میلہ بھلا کیا لگتا۔ چوہدری شاہ دین بھی گیا، اور اس کا بیٹا بھی، جسے تم نے یہاں سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ یہی لوگ تو ہوتے تھے میلہ لگوانے والے۔ اب وہ نہیں تھے، ایک تمہارا ڈر تھا، میلہ کیسے لگتا؟''

''آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میلہ میرے ڈر کی وجہ سے نہیں لگتا۔ اور اب چوہدری نہیں ہیں تو میلہ نہیں لگتا۔ یہی بات ہے؟''میں نے تصدیق چاہی تو اس بزرگ نے سر ہلا کر کہا

''ہاں، میں نے یہی کہا ہے۔''

''کیا میں نے کسی کو روکا میلہ لگانے سے؟ اس معاملے میں کسی سے بات ہوئی؟''میں نے پوچھا

''نہیں، چاہئے نہ ہوئی ہو، لوگ تو تمہارے نام سے کانپتے ہیں۔ ایسے میں میلہ کہاں لگے گا اور پھر بیٹا چوہدری کی حویلی پر اب وہ سوہنی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مائی کا قبضہ ہے ،اس لئے.....'' بزرگ نے کہنا چاہا تو میں نے ٹوکتے ہوئے کہا

''بزرگو۔! اس نے قبضہ نہیں کیا، اپنا حق لے بیٹھی ہے وہ۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ سوہنی مائی ،اسی شاہ دین کی بیٹی ہے۔ اس کا اپنے باپ شاہ دین کے ساتھ جھگڑا تھا، میرا نہیں تھا۔ شاہ زیب اپنے کرتوتوں کی وجہ سے دربدر ہے ،کسی کے خوف سے نہیں۔'' میں نے کہا تو ایک دوسرے بزرگ نے بڑے دھیمے لہجے میں کہا

''چلیں ہم تمہاری بات مان لیتے ہیں۔ اور مانے بغیر ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اور پھر ہم یہاں بحث تو کرنے آئے نہیں، سیدھے سیدھے تم سے بات کرنے آئے ہیں کہ ہم میلہ لگوالیں؟''

''میں کون ہوتا ہوں اجازت دینے والا، کیا پہلے میری اجازت سے میلہ لگتا تھا؟'' میں نے بات کو کسی حد تک سمجھتے ہوئے کہا۔ بڑا اوچھا وار کیا تھا مجھ پر۔ بلاشبہ وہ بہت سوچ سمجھ کر آئے تھے۔

''دیکھو، بات پھر وہیں آجائے گی کہ پچھلے میلے میں تمہاری وجہ سے.....'' اس نے کہنا چاہا تو میں بات کاٹتے ہوئے کہا

''کیا میں نے ہنگامہ کیا تھا؟ میں پیرزادہ وقاص سے کہا تھا کہ وہ اپنے بندوں کو ہتھیار دے کر وہاں لائے اور ہنگامہ کرے۔''

''تم بھی تو ہتھیار لے کر آئے تھے بیٹا۔'' تیسرے نے کہا

''تو آپ ثابت کیا کرنا چاہتے ہیں؟''

''ہم کچھ بھی ثابت نہیں کرنا چاہتے، بلکہ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ اس بار میلہ لگے اور تمہاری نگرانی میں لگے۔'' ایک بزرگ نے کہا تو دوسرا فوراً بولا

''نگرانی میں نہیں بلکہ تم خود میلہ لگواؤ، انتظام ہم کر دیں گے۔ علاقے کے شہ زوروں میں بہت مایوسی پھیل رہی ہے۔ وہ سب سارا سال تیاریاں کرتے ہیں۔''

''آپ سب میرے بزرگ ہیں، یہ میں نے پہلے ہی اقرار کر لیا ہے، آپ اس طرح نہ کریں، میں بہت چھوٹا سا بندہ ہوں، میری کیا جرات کہ میں علاقے کے خلاف ہو سکوں۔ آپ جو چاہیں سو کریں، آپکو پورے علاقے نے اختیار دیا ہوا ہے۔ مجھ سے جو خدمت چاہیں وہ میں حاضر ہوں۔'' میں نے انتہائی انکساری سے کہا۔

''دیکھو۔! سیدھی سی بات ہے، علاقے کے لوگوں کو تمہاری طرف سے ہی خوف ہے۔ تم کچھ بھی کر سکتے ہو۔ تمہاری مرضی ہوئی تو میلہ لگ جائے گا ورنہ.....'' اُن میں سے ایک بزرگ نے کہتے ہوئے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔

''ورنہ کیا؟'' میں نے پوچھا

''ورنہ میلے میں کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اگر تم میلے کی حفاظت کا ذمہ لو تو ہم میلے کا انتظام کرتے ہیں۔'' ایک نے کہا تو میں چونک گیا۔ لیکن بڑے تحمل سے جواب دیتے ہوئے کہا

''یہ آپ سیدھے سیدھے مجھ پر الزام تراشی کر رہے ہیں کہ میں ہی میلے کو اجاڑنے کا سبب ہوں۔ آپ ایسا نہ کریں۔ مجھے آپ الجھن

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں نہ ڈالیں ، میں اگر ذمہ داری لے لوں تو وہاں کوئی بھی اپنا کام کر جائے۔ بات تو مجھی پر آئے گی۔ اور اگر میں ذمہ داری نہیں لیتا تو کوئی اپنا کام کر گیا تو پھر بھی مجھی پر بات۔ آپ لوگ میرے خیر خواہ ہیں یا دشمن بن کر آئے ہیں۔ کس نے بھیجا ہے آپ کو؟'' میں نے ایک دم سے کہا تو ان میں ایک دو مسکرا دیئے۔ میں نے ان کی توقع کے مطابق بات کی تھی۔ اس کے علاوہ کوئی چارہ ہی نہیں تھا۔ تبھی کچھ دیر خاموشی کے بعد ایک بولا

''دیکھو۔ ابھی کچھ وقت ہے تم کل تک سوچ لو ٹھنڈے دل سے۔ ہم پھر آ جائیں گے۔ اب میلہ ہونا یا نہ ہونا تمہاری مرضی پر ہے۔''

''ٹھیک ہے۔''

اب ہم چلتے ہیں۔'' ایک نے کہا تو سبھی اٹھ گئے، انہوں نے میری ہاں یا نہ نہیں سنی اور خاموشی سے ہاتھ ملا کر باہر چلے گئے۔ وہ جب چلے گئے تو جسپال نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

''لگتا ہے تیرے خلاف کافی نفرت پھیلی ہوئی ہے یہاں پر۔ اور یہ کھچڑے بابے تجھے پھنسانے کی پوری پوری کوشش کر رہے ہیں۔''

''اور میں بھی جانتا ہوں کہ یہ کس کے کہنے پر کر رہے ہیں۔ بڑی زبردست پلاننگ کی ہوئی ہے انہوں نے۔ علاقے کے لوگوں میں جان بوجھ کر نفرت پھیلائی جا رہی ہے۔'' میں نے کافی حد تک دکھ سے کہا تو تانی تڑپ کر بولی

''تو پھر کیا ہوا جمال، نفرت ہی ہے نا۔ ہم اسے محبت میں بدل دیں گے۔ یہی بابے تمہارے گن گائیں گے۔ میں کہتی ہوں لگائیں میلہ، اور پھر دیکھتے ہیں کون سے دشمن ہیں اور کیا کرنا چاہتے ہیں۔''

''دشمن بھی سامنے ہیں اور یہ بھی معلوم ہے کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ خیر، جو ہوگا دیکھا جائے گا۔'' میں نے سکون سے کہا تو وہ بولی

''اب وہ آئیں نا تو کہہ دینا، ہم میلہ کروائیں گے۔''

''اوتانی تُو یہ سب جذباتی انداز میں کہہ رہی ہے۔ دیکھ رہی تھی کہ وہ سب سوچ کر آئے ہیں۔ یہاں مقامی ہی نہیں، باہر کے لوگ بھی اپنا کام دکھائیں گے۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ ساری کالک میں اپنے منہ پر تھوپ لوں۔ مجھے انہی لوگوں میں رہنا ہے، انہیں میں کام کرنا ہے۔ میں یہاں نفرت نہیں محبت چاہتا ہوں۔ میں آج جا کر پیرزادہ وقاص کو گولی مار دوں۔ کیا سمجھتی ہو، میرے بارے افواہیں یقین میں نہیں بدل جائیں گیں؟''

''تو پھر کیا کریں؟'' اس نے اُکتاتے ہوئے کہا تو میں سکون سے جواب دیا

'' بتانے والے خود ہی بتا دیں گے۔ دیکھتے ہیں، وہ کب اور کیسے بتاتے ہیں۔''

''چلو جی قصہ ہی ختم، ویسے یار یہ تیرا میلہ ہوتا کب ہے۔'' جسپال نے پوچھا

'کیوں، تو کیوں پوچھ رہا ہے؟'' میں نے پوچھا

''اگر جلدی ہو جائے تو میں ادھر رہوں، اور اگر دیر ہو تو چلا جاؤں۔ یا پھر جو بھی فیصلہ کرنا ہو جلدی کر لینا، مجھے کچھ جلدی ہے۔'' اس نے بڑی سنجیدگی سے کہا تو میں ایک دم سے ہنس دیا۔ اس نے بڑی گہری چوٹ کی تھی۔

''جب وقت آئے گا تو دیکھا جائے گا۔ فی الحال تو سکون کے یہ دن گذارو۔'' میں نے کہا تو وہ بولا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تم اسے سکون کہتے ہو، ادھر ہر پریت میری راہ تک رہی ہوگی۔'' جسپال نے حسرت سے کہا

''یار تمہیں واقعی اُس سے محبت ہوگئی ہے۔'' میں نے پوچھا تو وہ مسکرا دیا

''ہاں۔ دل چاہتا ہے کہ اس کے پاس رہوں یا وہ میرے پاس رہے۔ شاید اسے ہی محبت کہتے ہیں۔'' وہ دھیمے سے لہجے میں بولا۔ تبھی تانی نے گہری سنجیدگی سے کہا

''محبت قربت کی محتاج تو نہیں ہے۔ ہزاروں میل کی دوریاں بھی ہوں نا تو محبت کم نہیں ہو جاتی۔ یہ دوریاں، یہ ہجر تو محبت بڑھاتی ہیں۔ دوسرے کا احساس زیادہ ہوتا ہے۔ وہ زیادہ یاد آتا ہے۔''

''کیا تم قربت کی لذت سے انکار کرو گی؟'' جسپال نے کہا تو وہ بولی

''محبت ہو تو پھر ہجر کیا اور وصال کیا، دونوں ہی لذت دیتی ہیں۔''

''اچھا یہ محبت کے فلسفے کو کچھ دیر ایک طرف رکھو۔ ابھی چلیں، اماں انتظار کر رہی ہوگی۔ چل کے ناشتہ تو کر لیں۔'' میں نے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ بھی اٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد ہم گھر پہنچ گئے تو سوہنی نے ناشتہ لگا دیا۔ وہ ہمارے انتظار ہی میں تھی۔

دوپہر سے ذرا پہلے میں اور چھا کا باہر والے کمرے میں تھے۔ باقی سب حویلی میں تھے۔ وہ اماں کو بھی وہیں لے گئے تھے۔ میں نے ڈیرے پر ہونی والی باتوں کے بارے میں اسے بتایا تو وہ چند لمحے سوچتا رہا اور پھر بولا

''پیرزادہ وقاص نے اپنی طرف سے یہ سازش کی ہے۔ وہ ہمیں پورے علاقے میں گندہ کرنا چاہتا ہے۔''

''پھر کیا کہتے ہو تم؟'' میں نے اس سے پوچھا

''میرے خیال میں تو سیدھے پیرزادہ وقاص ہی کو پکڑ لیتے ہیں۔ اس پر کوئی اور مدعا ڈال کے، اسی کو دبا دیتے ہیں۔'' اس نے تیزی سے کہا

''لیکن وہ جو کیڑا لوگوں کے دماغ میں ڈال چکا ہے، اس کا کیا کیا جائے۔ اسے گولی مار دینا بہت آسان ہے۔ وہ تو یہ چاہتا ہے ہم اس پر چڑھ دوڑیں اور وہ مظلوم بن جائے۔ منافق کا یہی تو کام ہوتا ہے کہ وہ مظلوم بن کر ہمدردیاں حاصل کرتا ہے۔ ایسا نہیں چھا کے۔ سازش کا مقابلہ ایسے کیا جائے کہ اس کی سازش اسی پر الٹ دی جائے۔ یا کم از کم وہ ننگے تو ہو جائیں۔ ان کا گند باہر آ جائے'' میں نے اسے سمجھایا تو وہ سوچتے ہوئے لہجے میں بولا

''تو پھر ہمیں اس وقت کا انتظار کرنا ہوگا، جب تک وقت ہمیں ایسا کوئی موقعہ نہ دے دے۔''

''ہاں۔! یہ موقعہ ہمیں تلاش کرنا ہوگا۔ پورے علاقے میں پھیل جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ میرے رَبّ نے ہماری مدد کا ضرور بندوبست کیا ہوگا۔'' میں نے یقین سے کہا تو چھا کا سر ہلا کر رہ گیا۔

وہ سارا دن یونہی سوچتے ہوئے گذر گیا۔ میں گولی چلا سکتا تھا۔ سامنے آئے دشمن سے بھڑ سکتا تھا۔ لیکن اس سازش کا مقابلہ کیسے کیا جائے، اس کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ جسپال واپس کینیڈا جانے کی تیاریوں میں تھا۔ اس کی سفری دستاویزات لاہور میں سوہنی کے گھر پر محفوظ تھیں

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

۔ وہ چاہتا تھا کہ میں بھی اس کے ساتھ لاہور جاؤں اور اسے وہاں سے الوداع کہوں۔ یہ طے کرتے، کھاتے پیتے، باتیں کرتے دن گذر گیا۔

رات کا اندھیرا پھیل گیا تھا۔ اماں اور سونی گاؤں والے گھر میں چلی گئی تھیں۔ میں اور جسپال باہر والے کمرے میں سونے کی کوشش کر رہے تھے کہ اچانک مجھے یوں لگا جیسے کوئی مجھے اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ میں نے تیزی سے اپنے اردگرد دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا لیکن میں اپنی کلائی پر گرفت کو محسوس کر رہا تھا۔ کوئی مجھے کھینچ رہا تھا۔ میری طرح جسپال بھی حیرت سے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ بلاشبہ وہ بھی میرے جیسی کیفیت میں تھا۔ کوئی نادیدہ قوت چاہتی تھی کہ ہم اس کے ساتھ چلیں۔ میں نے مزاحمت چھوڑ دی اور اٹھ گیا۔

باہر والا دروازہ خود بخود کھل گیا ہوا تھا۔ میں اندھیری گلی دیکھ رہا تھا۔ میں نے جسپال کی طرف دیکھا۔ وہ میری طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ ہم نے آنکھوں ہی آنکھوں میں فیصلہ کر لیا کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ ہم دونوں ہی اٹھ گئے۔ وہ گرفت ڈھیلی نہیں ہوئی۔ ہم گلی میں آ گئے تو وہ گرفت بھی ختم ہو گئی۔ اچانک ہمارے سامنے زمین پر ایک دودھیا لکیر پھیل گئی۔ جو ہمارے قدموں سے شروع ہوئی اور سامنے بڑھتی ہی چلی گئی۔ مجھے یوں لگا جیسے وہ ہمیں راستہ سمجھا رہی ہے۔ وہ لکیر گلی پار کر گئی تھی۔ ہم دونوں جیسے ہی اس لکیر پر چلنے لگے۔ ہمارے قدم اٹھ گئے۔ جیسے ہوا میں معلق ہو گئے ہوں۔ ہم اس لکیر پر آگے ہی آگے بڑھنے لگے۔ کوئی نادیدہ قوت ہمیں اُڑا کر لے جانا چاہتی ہوں۔ ہم نے مزاحمت تو پہلے ہی چھوڑ دی تھی۔ ہم بے وزن ہو گئے اور اس لکیر پر اُڑتے ہوئے گاؤں سے باہر چلے گئے۔ وہاں سے بھی آگے نہر بھی پار کر گئے۔ یہاں تک کہ ہم اسی میلے والے میدان میں مسافر شاہ کے تھڑے کے پاس آن رکے، جہاں پر وہ لکیر آ کر ختم ہو گئی تھی۔

اسی لمحے میرے اندر اطمینان پھیل گیا۔ میں سمجھ گیا تھا کہ یہ سب مجھے کوئی نہ کوئی بات سمجھانے کے لئے ہو رہا ہے۔ دشمن اگر سازش کر رہے تھے تو ہماری مدد کے لئے بھی کوئی موجود تھا۔ میں یہی سوچ رہا تھا کہ مسافر شاہ کے تھڑے پر دودھیا روشنی پھیل گئی۔ اس میں روہی والے بابا جی کھڑے مسکرا رہے تھے۔

''وقت آ گیا ہے کہ اب تمہیں تیرے بارے میں بتا دیا جائے۔''

''میں کون ہوں، کیا یہ آپ جانتے ہیں؟'' میں نے مودب لہجے میں پوچھا

''میں نے تمہیں بتایا نہیں تھا کہ میں تمہاری تین نسلوں سے تجھے جانتا ہوں۔ ہو سکتا ہے اس سے بھی زیادہ جانتا مگر مجھے حکم ہی تین نسلوں تک کا ہوا ہے۔'' انہوں نے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں بتایا

''لیکن بابا جی آپ نے تو یہ بھی کہا تھا کہ آپ مجھے صرف دو بار ملیں گے۔ مگر آپ تو مجھے اب تک کئی بار مل چکے ہیں۔ اسے میں سمجھوں۔'' میں نے اپنے دماغ کی الجھن ان کے سامنے رکھ دی

''تمہاری یہ سوچ ہونی چاہیئے، کیونکہ ابھی تک تمہیں اس راز کی سمجھ نہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ تم اسے سمجھ جاؤ گے۔ اور یہ یقین رکھو کہ میں تمہیں اب تک صرف ایک بار ہی ملا ہوں۔'' انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا

''یہ تو مزید الجھن والی بات ہو گئی بابا جی۔'' میں نے کسی ضدی بچے کی مانند کہا تو وہ بولے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کہا نہ ابھی تمہیں سمجھ نہیں ۔ابھی تم صرف دیکھو، اسے سمجھنے کی کوشش کرو گے تو پاگل ہو جاؤ گے ۔اپنے اندر صرف جذب کی قوت پیدا کرو۔اب دیکھو۔! میں تمہیں تمہارے بارے میں بتانا چاہتا ہوں اور تم دوسری باتوں میں الجھ رہے ہو۔''

''نہیں بابا جی، جیسا آپ چاہیں۔''میں نے تیزی سے کہا تو چند لمحے خاموش رہ کر بولے

''تیری کہانی اسی میدان سے شروع ہوئی تھی۔ یہ میرے پیروں تلے جو جگہ ہے یہ اسی وقت مخصوص کر لی گئی تھی۔ یہ کیوں مخصوص ہوئی ۔ یہ تجھے وقت بتائے گا، لیکن تمہاری کہانی یہیں سے شروع ہوئی تھی، یہ ایک حقیقت ہے۔''

''کیسے بابا جی، میری کیا کہانی ہے۔ کیسے شروع ہوئی تھی یہ۔اس جگہ کا اس سے کیا تعلق ہے؟''میں نے پوچھا تو پہلی بار بابا جی جسپال سے مخاطب ہوئے ۔

''جسپال۔!تم جانتے ہو کہ تم بھی اس جمال سے کچھ تعلق رکھتے ہو؟''

'' تم دونوں ایک دوسرے سے بہت ساری باتیں کر چکے ہو۔لیکن کبھی یہ احساس نہیں کیا کہ جب جمال حرکت میں آیا تو تم بھی اس وقت بھارت میں آ کر اس چکر ویو میں پڑ گئے تھے۔تم دونوں کی کہانی ساتھ ساتھ کیوں ہے۔اکٹھے رہی کیوں پہنچے؟ یہ تم نے ابھی نہیں سوچا۔مگر آج سے نہ صرف تم سوچو گے بلکہ سمجھ بھی جاؤ گے۔ جمال کیا ہے، یہ بھی سمجھ جائے گا۔''

''آپ بتائیں گے نا بابا جی؟''میں نے کہا تو وہ اپنی بھاری آواز میں بولے

''میں نہیں، وقت تمہیں بتائے گا۔اپنا رخ میدان کی جانب کر لو۔اور ادھر غور سے دیکھو۔وقت پلٹ کر اپنا آپ تمہیں دکھانے آ رہا ہے۔ اس میں کیا ہوا، وہ سوچنا اور اس سے اخذ کرنا یہ تم دونوں پر منحصر ہے۔ پلٹ جاؤ اور بدلتے منظروں کو دیکھتے رہو، سوال مت کرنا۔''انہوں نے گھمبیر آواز میں کہا تو ہم پلٹ گئے۔

ہماری سامنے اندھیرے میں ڈوبا ہوا میدان تھا۔بس کہیں کہیں خاردار جھاڑیوں کا پتہ چل رہا تھا۔اس سے آگے ہم دیکھنے سے بے بس تھے۔اچانک ہمارے سامنے کا منظر بدل گیا۔رات کا اندھیرا غائب ہو گیا اور اس کی جگہ دن کا اجالا آ گیا تھا۔ہمارے سامنے ایک بہت بڑا صحرا تھا۔ جس کے درمیان میں ایک چٹیل میدان تھا اور اس پر لوگ ہی لوگ تھے۔ ہمارے سامنے میلہ جاگ اٹھا تھا۔

☆ ☆ ☆

(امجد جاوید کا یہ دلچسپ اور طویل ناول ابھی جاری ہے، باقی واقعات اگلی قسط میں پڑھیے)

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY